





نمراودان نصیحت بود کردیم به حواله با خدا کردیم در قیوم

# تحصیل علم و تعلیم خلاق

کتابخانه  
مکتب خانہ  
مکتب خانہ

OSMANIA UNIVERSITY  
COLLEGE LIBRARY.

## مکتوبات نصیحت آیات

جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب مرحوم

سابق ڈپٹی کلکٹر مالک مستحده

وسکری مجلس اضعان قوانین ریاست گوالیار

طاب ثراک و جلال الجنة شواہ

مرتبہ

ناکسار محمد احمد ایم اے۔ ایل ایل ایم۔ بیرسٹری لا

اسٹنٹ ہتھ بندوبست علی گڑھ

پرسکشف

مطبوعہ تجارتی پرنٹری علی گڑھ

# فہرست دیگر مصنفات مولوی محمد کریم بخش ضامن مرحوم

کتب درسیہ

۱ جبر و مقابلہ کلاں

۲ انتباہ المدرسین

۳ تشریح الحروف مطبوعہ نو لکھنؤ پریس لکھنؤ۔

۴ باب دانش ایضاً

۵ خزانہ دانش ایضاً

تراجم

۶ تغیرات ہند اردو

۷ جامع النفائس - انگریزی و ہندوستانی ایس ریڈ ضامن کریم بخش تعلیم ترجمہ ہوا

۸ عجائبات محنت شعاری - ایضاً

## اشہار

چالاک وکیل - ترجمہ تمثیل ترکی از محمد احمد ایم اے۔ ایل ایل ایم اسٹنٹ  
مستہمبند و نسبت غلام جہاں پور - جس میں چالاک وکلا کی حرفتوں کو نہایت دلاویز  
پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے۔ مطبوعہ اکبری پریس لاہور۔ قیمت دو آنہ

۸۹۱۵۴۳۶

تمہید

والد مرحوم اوس سربراہ اور وہ گروہ طلباء کے ہم عصر تھے جنہوں نے قدیم و ہلی کالج میں مولوی محمد بشیر  
صہبائی - مولوی ملک علی - اور ماسٹر انچند ریسے کامل استادوں کے سایہ عاطفت میں تعلیم پائی تھی  
اور جنہوں نے کالج سے نکل کر مختلف صوبوں اور مختلف صیغوں میں غیر معمولی ترقی اور نمایاں کامیابی حاصل  
کی۔ شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب - شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب - آزاد - شمس العلماء مولوی محمد ذکاوت  
خان بہادر مولوی ذوالفقار علی صاحب مرحوم جو ڈپٹی اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر پنجاب - مولوی قاور علی صاحب  
مرحوم وزیر پنجو پال - ڈاکٹر مکند لال صاحب مرحوم آذری سرحد و سیراے ہند - پنڈت و معمر نرائین صاحب  
مرحوم اقبال علی مارا جگوا لیا - اس گروہ کے سرگز ممبر اور والد مرحوم کے ہم سبق یا ہم عصر تھے - جو مرہم ان  
اصحاب کے باہم رہے اور جس غفلت اور عقیدت کی نظر سے یہ اصحاب والد مرحوم کو مدت العمر دیکھتے رہے  
اوسکا پتہ کہیں کہیں اس کتاب سے چلیگا - ملازمت سرکاری میں ڈپٹی کلکٹری یا صدر القعدوری اوسنے زمانے  
میں ہندوستان میں کے لئے معراج الگمال سمجھی جاتی تھی چنانچہ ۱۳۳۷ء سے ۱۳۴۸ء تک قریب پچیس  
برس کے والد مرحوم ایک عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز رہے - جس میں سے سترہ سال صرف ایک ضلع جالون  
میں گزارے - جس نیکامی و دیانت و لیاقت سے اونہوں نے اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا اور جو  
مقبولیت اونہوں نے خصوصاً ضلع جالون میں حاصل کی اوسکا ثبوت آج تک اہل ضلع کی زبان سے  
جاتا ہر افسوس ہو کہ والد مرحوم نے کوئی مستقل تصنیف ایسی نہیں چھوڑی جس سے اوسکے مبلغ علمی کا پتہ پڑا

اندازہ ہو سکے۔ زمانہ طالب علمی میں ایک ضخیم جبر و مقابلہ۔ زمانہ ملازمت میں تفریات ہند کا انگریزی سے  
 آرو میں ترجمہ۔ اور اواخر عمر میں اپنے بچوں کے پڑھانے کے لئے چند اردو رسالے باب و دانش و  
 خزینہ و دانش وغیرہ و اخون نے تیار کئے تھے۔ یہ رسالے کچھ عرصے تک مدارس ملک مغربی و شمالی  
 کے نصاب میں داخل رہے۔ اور اب کبھی کبھیں پچھتے اور فروخت ہوتے ہیں اسکے علاوہ تصنیف و تالیف  
 کی طرف اول کو کبھی توجہ نہیں ہوئی فراغ منصبی ادا کرنے کے بعد جو وقت بچا وہ اکثر کتب مبنی یا احباب کی  
 صحبت میں بسر کرتے تھے۔ اونسنے ملاقاتی بہت نہ تھے مگر جن سے ارتباط تھا اونسنے ساتھ غایت  
 محبت اور سچی ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ اور چونکہ علوم میں تصوف اور اخلاق کی طرف میلان  
 طبع زیادہ تھا۔ اسلئے اکثر اخلاقی مضامین اور تصوف کے نئے احباب کی صحبتوں میں بیان کیا کرتے  
 یا پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور موثر مقامات پڑھ کر خود ادنیٰ اور اونسنے سامعین بعض اوقات گھنٹوں تک  
 طاری رہتی تھی۔ اونکے اکثر دوست او کی صحبت کو تہذیب نفس و تکلیف اخلاق کا ذریعہ سمجھتے تھے اور  
 اون سے کمال عقیدت رکھتے تھے۔

احباب کی طرح اپنے اعزاء و خصوصاً اپنی اولاد کو بھی وہ اکثر نپد و نصائح کی تعلیم و تلقین فرمایا کرتے  
 تھے۔ سلسلہ سے سلسلہ ایک جو نصیحت آمیز خطوط و اخون نے منجھو لکھے وہ اس کتاب میں جمع  
 کر دیے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان نصائح پر ان کا مخاطب پورا پورا عمل نہیں کر سکا۔ لیکن جو کچھ علم و  
 انگیزی او کو اس وقت تک حاصل ہوئی۔ اور جو شوق ترقی استعداد اب تک او س کے دل میں موج زن  
 ہو۔ وہ انہیں دلسوز نصائح کا فیضان ہے۔ کیا عجیب ہے کہ یہ جاوہ اور ون پر بھی اثر کرے۔ بلکہ اور ون میں  
 مادہ قابل ہونے کی وجہ سے مخاطب زیادہ ادنیٰ پر کار گر ہو۔ بہر حال خدا کرے طالب علموں کو اس  
 کتاب کے قرار و اتعی فائدہ پہنچے تاکہ میں برس تک ان صحیفوں کی نگہداشت اور حفاظت اور اب انکی  
 تدوین میں جس قدر وقت صرف ہوا وہ مرا مکان نہ جائے۔ اور مصنف مرحوم کی مراد بر لائے۔

نفاکسار محمد احمد علی گڑھ۔ ۱۹۰۹ء

مراد ما نصیحت بود کر دیم۔ حوالہ با خدا کر دیم و رستیم۔

علیہ اس ترجمہ میں شمس العلماء لوی غیر احمد صاحب اور مولوی غلام اللہ صاحب المعروف کے شریک تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 سامانِ موعظت کے بروہہ: حالِ یارِ نعیم و تحفے کا شکر  
 اور فی۔ جولائی ۱۳۸۵ھ

تھمارے خطوط جو نئے راستے سے بھیجے تھے سب پہنچے۔ اُسید ہی کہ تم مع اخیر علی گڑھ کا حج  
 میں داخل ہو گئے ہو گے۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ سبقوں کے یاد کرنا انتظام کر لو اور وقت کی فراغت  
 بگھٹنے وار بنا کر اپنے کمرے میں لٹکا دو اور اسکے مطابق پڑھنے لکھنے میں ایسا دل لگاؤ کہ جو چیز پڑے  
 میں پڑ جائے او میں تم کسی سے کم نہ ہوا اور اپنے ہم سبقوں سے سبقت لیجاؤ۔ اگر تم اپنا وقت  
 پورا پورا مطالعہ اور سبقوں کے یاد کرنے میں صرف کر دے گے تو اُسید ہی کہ تم اپنی کلاس میں کسی سے  
 کم نہ ہو گے۔ جو چیز کہ طلبہ کی بڑی باج اور ترقی علم کی مانع ہو اس سے ٹکرو مٹا دیا جاتا ہے مگر اس سے  
 پرہیز کرنا لازم ہے۔ وہ یہ ہے کہ غیروں کی صحبت میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے جو آدمی اور دن سے  
 بہت ملاقات کرتا ہو اس کا وقت بہت ضائع جاتا ہے اور وہ پورا وقت نہ ملنے سے اپنے کلاس کے  
 تمام سبقوں کو کامل طرح سے یاد نہیں کر سکتا اسلئے اس کا نمبر گر جاتا ہے۔

جو کوئی تھے اُس سے باخلاق پیش آؤ اور علم کی باتیں تھوڑی دیر کر لیکن تم کسی کے بیان پر با  
 نہ جاؤ اور اپنا وقت آنے جانے اور ملاقات میں ضائع نہ کرو۔ اگر تم اپنے وقت کو ابھی بچ صرف کرو گے  
 تو چند روز میں ٹکرو معلوم ہو جائیگا کہ تم نے کتنا ترقی اپنی استعداد میں کی ہے۔ میرے خط جو تمہارے  
 پاس جا میں ان کو ضائع نہ کرو ایک جگہ احتیاط سے رکھتے جاؤ یا کسی کاغذ کے پٹے میں مثل کتاب کے جمع  
 کرتے جاؤ۔ جب تمہارا دل ہلچل میں کرنے کو چاہے ان خطوں کو پڑھ لیا کرو اور ان باتوں پر عمل کرتے  
 رہو تمہارے لئے یہ باتیں بہت سودمند ہیں۔

اے ان خدام کے مخاطب کی عمر جولائی ۱۳۸۵ھ میں تیر سال کی تھی۔ محمد احمد

اورئی۔ ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۷ء

تمہارا خط پہنچا۔ اب تمہارا دل لگ گیا یا نہیں۔ کرکٹ میں شریک ہو جاؤ اور اپنا نام کرکٹ کلب میں لکھا دو۔ چوتھی جماعت میں جو تم داخل ہوئے ہو تو اپنے درجے میں کس کس مضمون میں کم ہو جس علم میں کم ہو اس میں زیادہ محنت کرنی لازم ہے۔ حساب اور اقلیدس میں کمی ہوگی۔ اس کمی کو بہت جلد پورا کر لو۔ فرصت کی وقت حساب اور اقلیدس کی زیادہ مشق کرو اور خوب یاد کرو کہ اپنے ہم جماعتوں سے اپنے تھے ہو جاؤ۔ حافظ محمد اسحاق صاحب کی صلاحات سے میرے کہنے کے مانو اور جس چیز کو وہ منع کریں فوراً اوستے کہنے کے مطابق عمل کرو۔ حافظ صاحب تمہارے شیفتی بزرگ ہیں وہ ہمیشہ تمہارے مفید باتیں بتلائینگے گو ان کا سبب تمہاری سمجھ میں نہ آئے لیکن ان کے کہنے پر ہمیشہ دل سے عمل کرو۔ اپنے اوقات کو ہرگز نہ ہرگز ضائع نہ کرو تمہارا وقت بڑا قیمتی ہے ایک ایک لمحہ وقت کا ایسا قیمتی ہے کہ اس میں جو ہر استعداد حاصل کر سکتے ہو۔ جو خطبہ بیکاری میں جاؤ اس پر فوراً افسوس کرو اور احتیاط کرو کہ پھر ضائع نہ جائے۔ یہ سب بڑا احتیاط لکھو اپنے وقت کا چاہئے کسی مہم بیکار نہ ہو اور جو ضروریات زندگی کے باقی سارا وقت مطالعہ اور سبق یاد کرنے میں صرف کرو۔ اگر کچھ معلوم ہو کہ تم اپنا وقت اچھی طرح کام میں لاتے ہو تو کچھ خوش ہو گے

اورئی۔ ۱۲۔ جولائی ۱۸۸۷ء

تمہاری تحریر سے معلوم ہوا کہ تم نے بجائے فارسی کے کلاس میں عربی شروع کی ہے فارسی سننے اتنی سیکھ لی ہے کہ بالفعل اپنے کلاس کا فارسی کو رس تم بغیر استاد کی مدد کے سمجھ کر پڑھ سکتے ہو اسلئے عربی پڑھنا مفید ہوگا تاکہ فارسی کا گھٹنے ضائع نہ جائے لیکن جب تمہاری جماعت والوں کی استعداد فارسی میں تمہارے برابر ہو جائے تو فارسی بھی پڑھنی چاہئے میں تمہارے سیکنڈ لیٹنگ کالج کے واسطے فارسی زبان کو اسلئے بہتر سمجھتا ہوں کہ تم کو اس زبان کی کتابیں پڑھنے میں بہت کم محنت کرنی پڑیگی اور جو وقت فارسی کے سیکھنے سے بچے گا اس کو انگریزی زبان کی ترقی استعداد میں تم صرف کر سکو گے۔

مدرسے کے غیر وقت میں شیفتی استادوں سے انگریزی یا ریاضی یا عربی جو کچھ سیکھ سکو مناسب ہے۔ علیہ یہ بزرگ والد کے لئے والوں میں تھے جو شروع شروع میں جب میرے تک بطور اقلیق میرے پاس علیگڑہ میں رہتے تھے۔ تمہارا



تاکہ وقت اچھی طرح کام میں آئے، لیکن سبق اتنے زیادہ نمونہ کہ یاد نہ کر سکو۔ یہ ضروری ہے کہ مدرسے کے معمولی سبق روزانہ خوب یاد ہوں اور مطالعہ بہر سبق کا ایسا ہو کہ تھکدے اور ستاد کو محنتی طالب علم کہنے لگیں اور تھکاری محنت کی دوسوم ہو جائے، جب میں یہ سمجھتا تھا کہ تم بھی محنتی طالب علم شہور ہو گے تو مجھ کو بہت خوشی ہوئی۔ مدرسوں اور کالجوں میں بڑا نام اور نمین طالب علم کا ہوتا ہے جو زیادہ محنتی ہوتے ہیں۔ محنتی طالب علم جلد ترقی کرتے ہیں یا محنت کر لیا ہے ہی اور ستادوں کی نظر میں عزیز ہو جاتے ہیں۔ علم اور نمین کو آتا ہے جو محنت کرنے میں شہور ہوتے ہیں۔ محنت کا ثمر یہ ہے کہ روز خوشی ہوتی ہے جو محنتی طالب علم اور ستادوں سے شتابا شی کا انعام پاتا ہے تو اس کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے محنتی طالب علم جب اپنے بہسروں سے اچھا رہتا ہے تو اس کے دل میں ایسا سرور پیدا ہوتا ہے کہ محنت کی تکلیف سب بھول جاتا ہے۔ وہ نیک نامی جو محنتی طالب علم کو امتحان کے وقت حاصل ہوتی ہے ایسا ثمر ہے جو اس کو ہمیشہ دلشاد رکھتا ہے اور آئندہ کی واسطے بلند حوصلگی اور ترقی کا جوش دل میں پیدا کرتا ہے اور یہی جوش اور آئندہ کی اُسیدین طالب علم کو اعلیٰ درجے پر پہنچا دیتی ہیں۔

اور فی۔ ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۷ء

کل جو تھکار اخطا آیا اور میں لکھا تھا کہ کوئی میں تنہائی کے سبب جی نہیں لگتا۔ بڑا تعجب ہوا۔ تھو جقدر تنہائی اسلے اسی قدر تم اپنا وقت مطالعہ میں اچھی طرح صرف کر سکتے ہو جس قدر کثرت آدمیوں کی ہو اس قدر تھکار سے لے مضر ہے۔ محنتی طالب علم ہمیشہ تنہائی کو غنیمت جانتا ہے کیلئے والوں کو ضرورت ہے کہ جس کے لڑکے ہوں جنہیں کھیل کو دل نہ پڑتا وقت ضائع کریں اگر تم نے محنت اختیار نہ کی تو ضرورت شمار اول تنہائی سے گھبراہٹ اور یہی نشانیاں ہو گی کہ تم مطالعہ میں نہیں کرتے اور وقت کو ضائع کر دیتے ہو۔ دنیا میں نام پیدا کرنا اور اعلیٰ درجہ حاصل کرنا آسان نہیں ہے اور بغیر اس بات کے کہ تنہائی میں رہ کر کمال محنت کر دے اور اعلیٰ استعداد علوم میں حاصل کر دے و شواہد۔ اس وقت اگر خدائی غنیمت میں آئیں تو ان کو مزید ان عقل میں تو ان پاس ہے اور غور کرنا چاہیے کہ میرا اس دل برداشتگی کا کیا ہے۔ اگر تھکار اول نہ لگا یا تم نے عالی حوصلگی اختیار کر کے اپنی عقل کو ایسی چھوٹی تکلیف میں پر غائب نہ کیا تو ساری اسیدیز آئندہ کی جاتی ہو گی اس وقت کی محنت کا تم تمام عمر راحت پاؤ گے اور وہ

علیہ۔ آئین براہ سبب شروع میں بورڈنگ اوس میں بنائیں گے اور انشائیہ جملہ لکچر کو کتابچہ کے قیام رہا ہے۔

اور فی۔ ۲۷۔ ستمبر ۱۳۸۵ھ

کتاب (محرک) جو تم نے اشرف الدین کے لیے بھیجی ہے تم خود بھی دیکھا کرو دیکھا کرو اور اس سے تم ضرور محنت ہو جاؤ گے۔ بہت عمدہ کتاب ہے تم کو خود کرنا چاہیے کہ تمہاری آئندہ زندگی کی جو محنت میں بسر ہوگی۔ اگر تم نے محنت کر کے لیاقت حاصل کر لی تو تمام عمر راحت پاؤ گے اور جو اس وقت اپنی عمر کے گرانمایہ حصہ کو ضائع کیا تو تمام عمر تک اس کی تکلیف دہی پھر یہ وقت تمہارے ہاتھ نہ آسکا اور جو دولت کہ تم اس وقت حاصل کر سکتے ہو وہ پھر تم کو نصیب نہ ہوگی۔ وقت بہت جلدی گذر جاتا ہے۔ اور بے پروائی میں معلوم نہیں ہوتا۔ اور وہ بہت بیش بہا وقت ہے۔ تم اس کی پوری قدر کرو۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ آج جو لمحہ تمہارا ضائع جائیگا اس کی ندامت تمام عمر رہے گی۔ لیکن ندامت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ لہذا حصول لیاقت میں ایسا تشنہ کام ہو جانا چاہیے کہ رات دن تحصیل علم کے دریا میں گھسے رہو پھر بھی تمہاری پیاس سیر نہ ہو۔ کتابوں سے عشق ہو جائے اور ہر ایک کتاب کو اول سے آخر تک دیکھ جاؤ۔ خواندگی کی کتابیں اول دیکھو اور پھر جو کتاب ہاتھ لگے شروع سے آخر تک دیکھ جاؤ۔ چھ مہینہ ایسی محنت کرو تو تم کو علم کا فرہ آ جائے اور پھر تم خود بخود اپنی طبیعت کو لیاقت کا عاشق پاؤ گے۔ ہمارا کام یہی ہے کہ تم کو رستہ آئندہ کی بہبود کا دکھلائیں۔ ہم ساری عمر زندہ نہ رہیں گے۔ تم غیبت جانو کہ ہماری زندگی میں کچھ لیاقت بہم نہ پہنچاؤ۔ چھوٹی لیاقت ابھل کام نہیں آتی۔ بی۔ اے ہو کر بھی نوکری وقت سے ملتی ہے۔ ایم۔ اے۔ ہو جانے سے البتہ قدر ہوتی ہے۔ پھر خیال کرو کہ ایم۔ اے۔ ہونا آسان نہیں۔ بڑی سخت محنت چاہتا ہے۔ دنیا میں خوشی اور آرام سے زندگی بسر کرنا ہر لائق آدمی کا کام ہے۔ اور خوشی اور آرام بغیر سخت محنت اور اعلیٰ درجے کی لیاقت کے حاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے مناسب ہے کہ تحصیل علم میں گھس جاؤ اور چند سے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر علم کے دریا میں کود پڑو اور جب تک اعلیٰ لیاقت کا موتی اس دریا میں ہاتھ نہ لگے باہر نہ نکلو۔ نہ کسی سے بات کرو نہ کسی سے محبت کرو۔ نہ کسی سے پاس بیٹھو۔ کتابیں ہوں اور تم مطالعہ ہواؤ تم

(۱)۔ انگریزی کی مشہور کتاب سلف ٹیپ کا اردو ترجمہ ہے۔

۶  
درسے میں شہرت ہو جائے کہ طالب علموں میں تم فرد ہو۔

اور لی۔ ۲۸۔ ستمبر ۱۸۸۱ء

کمال ایک خط تمہارے پاس بھیجا جو اسکو غور سے پڑھنا۔ ہمارا دل یہ پاتا تھا جو کہ تمہاری محنت اور ترقی لیاقت کا حال سن سن کر خوشی ہو۔ اگرچہ محنت اور ترقی تمہارے ہی کام آئیگی۔ لیکن اگر اسوقت شہرت مل کر دو تو کچھ بھی تمہاری شہرت سے راحت مل سکتی ہے۔ جسبقتل محنت کے جاؤ گے تب شہرت ہوگی۔ دو دن کی محنت سے شہرت نہیں ہوتی۔

جالون۔ ۷۔ جنوری ۱۸۸۲ء۔

اسید بی کہ اب تم دہلی صاحب کے پاس ہائی اسکول علی گڑھ میں آگئے ہو گے۔ اور تم نے اپنی ضروریات کا انتظام بذریعہ میر صاحب کر لیا ہو گا۔ ایک حساب کی کتاب سادہ کاغذ کی بنا کر میر صاحب کے سپرد کر دو۔ اور وہ بلا ناغہ دن بھر کا صرف شام کو اس کتاب میں لکھ دیا کرو۔ اگر تم محنت کرو گے تو کچھ بھی خوشی ہوگی اور تم بھی خوش رہو گے۔ اور آئندہ مہجود کی اسید بی بڑھتی جائیگی۔ بخلاف اسکے تم کھیل میں مصروف ہو جاؤ گے تو میں تمہاری مدد کرنے سے بھی دریغ کروں گا۔ اور تمہاری ننگی خراب ہوگی اور ساری عمر تک بچ رہیگا۔ ان باتوں پر غور کیا کرو اور یاد رکھو کہ بے مشغل اور کم محنت لوگوں کے پاس بچپنا اور بات چیت میں تھوڑا سا بھی وقت ضائع کرنا نام عمر کی خوشی میں خلل انداز ہے۔ اپنے کمرے میں رہو یا ماسٹر صاحب کی خدمت میں حاضر رہو اور سوائے لکھنے پڑھنے کے اور کوئی شغل نہ رکھو۔ البتہ کہ محنت کیواسطے ضروری ہے۔ مگر اس میں بھی ضرورت کے زیادہ وقت صرف نہو۔ روزانہ اردو کا ترجمہ انگریزی میں کرنا ترقی لیاقت کے لیے نہایت مفید ہے۔ ایک سادہ کتاب ترجمہ کیواسطے بنا لو اور روزانہ ترجمہ کر کے اصلاح لیا کرو۔ دہلی صاحب کی شفقت اور انکی اعلیٰ درجہ کی لیاقت اور ان سے بات چیت کا موقع ایسے سامان ہیں کہ دوسروں کو میر نہیں۔ ایسے اسلہ یہ ایک پڑانے تجربہ کار شیخ خدمت میر حمایت علی ساکن مروہہ کا علم تھا جو حافظ محمد اسماعیل صاحب کے جانے کے بعد کچھ عرصے تک میرے پاس رہے تھے۔ محمد احمد۔

کو تم اپنی خوش نصیبی تصور کر کے اس موقع کو نہایت ہی ضیعت جانو اور صاحب ممدوح کی شفقت اور لیاقت سے پورا پورا فائدہ حاصل کرو۔ اپنی محنت سے اگر تم نے صاحب ممدوح کو خوش رکھا تو مجھ کو بہت خوشی ہوگی اور اگر تم نے محنت نہ کی اور صاحب نے تم کو بد شوق لکھا تو مجھ کو بہت رنج ہوگا۔

کوئچ - ۲۴ - فروری ۱۸۸۵ء

اُردو کا ایک سال سالہ ترجمے کی واسطے بھیجتا ہوں جب تک اسکو ترجمہ کرو گے باب وانش اور خزینہ وانش جو لکھنؤ میں چھپ رہی ہیں تیار ہو جائیگی۔ اونکا ترجمہ عیاض سے کرنا۔ کل تمہارا خط نہیں آیا اگر تمہارے پاس کوئی نیا مضمون لکھنے کو نہ دیا کرے تو اپنی روزانہ کنیت لکھنی کافی ہے کہ آج میں نے یہ کام کئے۔ فلان فلان کتاب پڑھی وغیرہ وغیرہ۔

کوئچ - ۲۵ - فروری ۱۸۸۵ء

آج تمہارا خط پڑھ کر خوشی ہوئی اب تم لکھو کہ تم روز ترجمہ کر کے اصلاح لیتے ہو یا نہیں۔ اور اس دو مہینے میں تم نے کون کون سی کتاب کس کس قدر پڑھی۔ تم کو محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے یا وسکا غرہ ملیگا۔ دل لگا کر محنت کئے جاو گے تو امتحان میں کامیاب ہو گے۔ ریاضی سے گھبراؤ امر و انہ بہت کام نہیں۔ آخر کو تو تمہاری خامی کم ہوئی اور محنت ہی سے کم ہوئی۔ اسی طرح دل لگاؤ تو انشاء اللہ جو خامی باقی رہی وہ بھی جاتی رہیگی۔

۲۶ - مارچ ۱۸۸۵ء

ہکو اس بات کا ناخوشی ہے کہ تم روزانہ خط نہیں بھیجتے۔ آج بانچوان دن ہے کہ تمہارا خط آیا تھا روز انتظار خط کا رہا ہے۔ نہیں معلوم تم کیا کرتے ہو۔ یہ خیال میں نہیں آتا کہ تم شب و روز تحصیل علم میں ایسے مصروف ہو گے کہ ایک خط لکھنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ دوسرے ہماری تاکید و ناکہ تیر کو پڑ نہیں۔ ایسی سب پر والی کرنی ہو کہ محنت تکلیف دہ ہے۔ سچ بتاؤ کہ تم کس شغل میں رہتے ہو اگر تم اپنا وقت ضائع کرتے ہو تو صاحب بھی کا نام بزدنام کرتے ہو۔ ہر روز تم لکھ سکتے ہو کہ فلان فلان لکھا۔ فلان فلان کتاب پڑھی۔ اصلاح ملی۔ ترجمہ کیا۔ سوالات حل کئے۔ غرض

ہست سی باتیں ہیں جو روزِ گمہ سکتے ہو۔ آج تمہاری بے پروائی ہماری تکلیف کا باعث ہو تم سے یہ توقع نہیں کہ ہم کو تکلیف دو۔

ہمارا مقصود یہ ہے کہ تمہاری آئندہ زندگی کی واسطے جہاننگ ہم سے ہو سکے اچھا سامان پیدا کرنے میں مدد کریں۔ اگر تم اپنی آئندہ بہبود میں سی کرنی نہیں چاہتے ہو تو تم کو اختیار ہے۔ ہم کو تکلیف نہ دیکھیں کہ وہ دین رہنے سے اگر تم اپنی عرضائع کرنے ہو تو تمام عمر پشیمان رہو گے۔ یہ وقت پھر نہیں آئے گا۔ اور جو دولت علم اس وقت تم جمع کر سکتے ہو اویکی متا ہی رہ جائیگی۔ اور ساری عمر حسرت میں گزریگی کہ ہائے وقت ضائع کیا اور الا لاین رہ گئے۔ تمہاری عمر اب ایسی ہے کہ اپنی آئندہ زندگی کا سامان درست کرو اور اپنے ہمسروں میں سب سے زیادہ لیاقت حاصل کرو۔ اگر کس کو دین ہے تو تمہارے ہمسر اور ہم عمر اعلیٰ لیاقت حاصل کر کے تم سے بہتر زندگی بسر کریں گے۔ اور تم ذلت کی حالت میں رہو گے۔ تم کو صرف بھلائی برائی بتلانے واسطے میں تم اپنی کوشش سے عزت اور بڑائی حاصل کر سکتے ہو۔ ہم دنیا بسر کر چکے ہیں۔ تھوڑے دن اور باقی ہیں۔ تمہارے لیے ہم ہمیشہ زہن نہ رہیں گے۔ دنیا ہوگی اور تمہاری لیاقت۔ بد لیاقت رہے تو ذلت ہی اور غلٹی۔ ہمسروں میں معاری دیکھو۔ اور عزیزوں میں بے آبروی۔ اب تم بانو اور تمہارا کام۔ تم سے دریافت کیا تھا کہ گرمی کی تعطیل کب ہوگی اور کتنے دن کی ہوگی۔ تم نے کچھ جواب نہ دیا اب اگر تم روزِ خطا نہ بھیجو گے تو ہم سخت ناراض ہو جائیں گے اور تم سے خط کتابت ترک کر دیں گے۔

کوئچ - ۲۷ - جون ۱۹۵۷ء

تم نے جبر و مقابلے کے استھان میں کامیابی حاصل کی اوس سے خوشی ہوئی مگر رجزانہ اُردو سے انگریزی میں کرنا ضروری ہے۔ خواہ روزِ اصلاح ہو یا نہ ہو۔ اپنی حفاظت صحت کا بند و بست بھی ضروری ہے رات کو باہر سونا پڑے تو ایک شبی یا نیم گیر و بنو الو۔ شب کو اوسکے نیچے سونا بہتر ہوگا۔ صبح کو اوتا رکھا۔ شام کو تنوا لیا۔

کو بیخ - ۲۵ - جولائی ۱۸۶۲ء -

تمہارے لئے عید کو بلائے کی فکر کی جاتی ہو سیکن و دامرانہ ہیں۔ اول دریا اور نالوں کی طغیانی  
بارش کی ایسی شدت ہو کہ سہ ماہی نہ رہے۔ دریا میں کشتی پر عبور کرنا خطرناک ہو رہا ہے۔ دوسرا امرانہ  
یہ کہ تمہاری خواندگی کا ہرج ہوگا۔ اگر تم محنت پہلے سے استدر کر لو کہ دس پندرہ دن کے آنے  
میں میں خواندگی کا ہرج نہ تو ممکن ہو کہ بارش کے سبب رستے میں تکلیف زیادہ ہوگی ان سب  
باتوں پر غور کرو اور صرف دل کی خوشی کو جو عزیزوں کے ملنے سے ہوگی خواندگی کے ہرج اور راستے  
کی تکلیف سے متاثرہ کرنے کے بعد لکھو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ اگر تم کو آنے کی خوشی متاثرہ ہرج تکلیف  
کے زیادہ ہو تو ضرور تمہارے بلائے کا بندوبست کیا جائیگا۔ اس قدر لکھنے کے بعد ڈاک آئی۔  
میں میں ہفتہ وار امتحان میں فارسی میں بیکہ نمبر پانچ ادا اپنے کلاس میں اس مضمون میں اول رہنے  
کا حال لکھا تھا۔ کچھ بھی تمہاری اس کامیابی سے بہت خوشی ہوئی۔ یہ محنت کا ثمرہ ہے اگر اسطرح محنت  
کر کے امتحانوں میں کامیابی حاصل کرتے رہے تو اسید ہی کہ تمہاری خوشحالیان روز بروز ترقی پائیں گی۔  
اور ۲۵ - ستمبر ۱۸۶۲ء -

اس ایک چٹھی ویلی صاحب کی تمہارے نام آئی تھی وہ ملفوف ہے۔ اسید ہی کہ تم بغیر عافیت بد بیخ  
لگے ہو گے۔ میری طرف سے شکریہ ادا ہے ہر بانی کا جو صاحب موصوف تمہارے حال پر فرماتے  
ہیں میں پیش کر دیتا۔ جو جو ہدایات صاحب نے اس چٹھی میں لکھی ہیں ان پر دل سے عمل کرو۔ تمہارا کام محنت کرنا  
خداوند تعالیٰ کسی کی محنت را انگن نہیں کرتا۔ اپنے کام کو پوری تہی سے انجام دینا ضرور مستحق  
انعام و خالصت ایزدی کا کرتا ہے۔ اسید ہی کہ تم غور کرنے کی عادت پختہ کر لو گے اور سارے کاموں  
کو غور اور دینی وجہ سے انجام دو گے۔

۱۶ - اکتوبر ۱۸۶۲ء -

مڈل کا امتحان قریب ہے۔ اسید ہی کہ تم غلبہ محنت کر رہے ہو گے۔ اگر تم اس امتحان میں پاس  
ہو گے تو بیکہ بہت خوشی ہوگی۔ میری خوشی کے لئے سخت محنت کر کے یہ پہلا امتحان تو پایا

دید کہ میرے دل کو راحت ہو نیک کامیابی خدا کی مہربانی پر منحصر ہو لیکن ناکامیابی کا الزام کم محنت آدمی پر لگایا جاتا ہے۔ اگر تم نے کامل محنت کی تو ضرور خدا تمہارے اوپر مہربانی فرمائے گا۔ کم محنت اور کامل پر خدا تمہارے مہربانی میں فرماتا۔

### ۹۔ باب شش

جب تم چوبیس میں ہم سے ملحد رہتے ہو تو ضرور ہی کہ تمہارا وقت ایسے امور مفیدہ میں صرف ہو جو آئندہ زندگی میں راحت کا ذریعہ ہوں۔ ہماری نظر میں چچا کے پاس تمہارا ہر سیر گورجانا حصول علم اور ترقی استعداد کے شوق کا مخالف و مضرت تھا۔ ایک ہفتہ تمہارا ضائع ہوا۔ ہکو اس کے ضائع ہونے کا بہت ہی افسوس ہے۔ خیر آئندہ تم کو غور کرنا لازم ہے کہ تم کس غرض سے وہاں رہتے ہو۔ تمہارا مقصود کیا ہے۔ جو وقت تمہارا حصول علم میں بسر ہو وہی کام میں آنا متصور ہے اور جو ضائع گذرے کہ تم اس میں کوئی مفید کام نہ کرو۔ یا تحصیل علم سے محروم رہو وہ ضائع ہوا۔ دیکھو برتری کے شوق نے بعض عالی بہت اور بلند نظر لوگوں کو تحصیل علم میں کیسا مصروف کر رکھا ہے۔ اور دن سے کم رہا دیکھنے لئے کیسا مال اور بے عرقی کا باعث ہوتا ہے۔

### کوچہ ۲۴۔ باب شش

سیر کے نزاکت مناسب ہے کہ تم ہر نئے تین ایک دفعہ کتاب تحریک یا اس کی اصل سلف پاپ ضرور دیکھ لیا کرو۔ ایسی کتابوں کے دیکھنے سے حوصلہ اور اولوالعزمی پیدا ہوتی ہے۔ اور آئندہ کی سبب وین سہی کرنے کا ایسا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے کہ محنت کر کے کوئی چاہتا ہے اور تحصیل علم میں انہماک دل سے ہوتا ہے۔ کوئی بیرونی تکلیف آدمی کو تکلیف نہیں معلوم ہوتی اور آئندہ اسیدون کی

سلطہ میں دوسرے مشائخ میں گونشٹ ہائی اسکول علی گڑھ سے ڈل کا امتحان کر کے بیچ لایا گیا تھا

جنوری ۱۸۷۳ء میں جب امتحان کا نتیجہ چچا اور میری کامیابی کا حال معلوم ہوا اس وقت جناب سٹریسی۔ اسی وی صاحب ہینڈ اسٹرنگٹ رائے کلنٹ میں بن شروع جنوری ۱۸۷۳ء سے تعلیم پارتھا۔ کانپور کو تبدیل ہو گئے تھے اسلئے میں کانپور جا کر ہائی اسکول میں آئی ہوں۔ وہیں بطریق سیر کینڈیکلے چچا کے پاس میری پڑا گیا تھا۔ محمد احمد

خوشی ایسی ترن کر رہی تھی کہ وہی محنت کا عمدہ ثمرہ ہو جاتی ہے۔ اور اسی خوشی کے سبب صحت کو بھی  
 مستحکم کرنے میں پہنچا۔ محنت کرنا ایسا آسان ہو جاتا ہے کہ اس سے کبھی لی نہیں گھبراتا۔ بلکہ اولیٰ الزم  
 آدمی ہمیشہ تنگی وقت کا شکار رہتا ہے۔ اسکو جتنا کام کرنا ہوتا ہے اور قدر وقت نہیں ملتا۔ اور یہ حالت  
 اسکو بہت جلد ہی استعدا کر دیتی ہے کہ چونکہ اسکا سارا وقت حصولِ لیاقت میں صرف ہوتا ہے۔  
 اور چونکہ پوری توجہ کے ساتھ وہ ہر علم کو اذکر رہا ہے اسلئے اسکو مستحکم اور کامل لیاقت حاصل ہوتی ہے۔  
 کوئچ - ۱۸ - اگست ۱۹۵۵ء

تمہارے خطوط اکثر آتے ہیں اس سے ہم لوگ خوش ہیں یہ مناسب ہے کہ تعطیل کے دنوں میں  
 تم کسی خاص مضمون یا خاص کتاب کو یاد کیا کرو تاکہ امتحان کی وقت آسانی ہو۔ تعطیل کا وقت ایسی طرح  
 صرف کرنا چاہیے کہ تفریح اور تعلیم دونوں میں صرف ہو۔ خود مطالعہ کرنے کے جیسی استعداد  
 بڑھتی ہے ایسی کلاس میں پڑھنے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ سیلف سٹڈی کے منافع ایسے بیشمار ہیں  
 کہ محکمہ شمس غالب علم ہی خوب جانتے ہیں۔ آدمی بغیر خود کتابین دیکھنے کے ذی استعداد نہیں بن  
 جا سکتا۔ تمہارے پاس ہیں اون سب کو ایک دفعہ اپنے مطالعہ سے دیکھ جاؤ۔ ایک کتاب کو دیکھنا  
 شروع کرو اور جب وقت ملے اسکو دیکھو اور پورا کرو جب دیکھو دوسری کتاب شروع کرو۔ البتہ  
 پہلے اپنی خواندگی کی کتابین دیکھنی مناسب ہیں تاکہ پڑھتے وقت اونکا مطالعہ مدد دے۔ جو کتاب  
 پہلے سے دیکھی ہوئی ہو تو پڑھنے میں اسکی باریکیاں زیادہ معلوم ہوتی ہیں اور یاد ہونے  
 میں بھی سابق کے مطالعہ سے بہت مدد ملتی ہے۔ جو کتاب دیکھی ہوئی نہیں ہوتی اس کے مطالعہ  
 خوب ذہن نشین نہیں ہوتے۔ اس کے پڑھنے میں خوب دل نہیں لگتا۔ اس کے مضامین جلد یاد نہیں  
 ہوتے اگر انٹرنیشنل کی کتابین تم سب اسی سال میں دیکھ ڈالو تو پھر دوبارہ اونکا سبقاً سبقاً پڑھنا  
 بہت ہی سہل ہو جائیگا اور اس تدبیر سے تم کو اون کے مضامین پر قدرت حاصل ہوگی۔ اور انکو  
 اپنے قلم سے امتحان میں اچھی طرح ادا کر سکو گے۔ یہ تدبیر جو میں نے بتلائی اگر تم اس پر عمل کرو تو اسکے  
 فائدے تمکو ہمیشہ میں بخوبی معلوم ہو جائیگے۔



کونج - ۲۷ - جنوری ۱۹۸۷ء

تھار اخط بہت ہی مختصر ہوتا ہے تسکین نہیں ہوتی۔ کل جو خط آیا اس میں البتہ کسی قدر حالات تھے اگر کوئی اور مضمون شواہد کے توضیح سے شام تک کی کیفیت لکھ دیا کرو کہ اس دن کا حال پڑھ کر قریب دن نمبر تھارے پاس پہنچنے کا اثر دل پر ہو گا۔ چار بجے سے پانچ بجے شام تک کرکٹ میں صرف کڑا ضروری ہی کہ تفریح بھی ہو اور شفقت جہانی صحت کیلئے سفید ہی۔ زلزلہ بازی عمدہ تفریح نہیں سمجھی جاسکتی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر جہانپور گئے ہیں ضلع کا چارج اون کی واپسی تک میرے سپرد ہو جائے اسلئے اب کچھ روز تک میرا قیام خاص درمی میں رہے گا تم روز کو چھ کو خط بھیج دیا کرو وہی خط میرے پاس کو بچ سے اور لی پونج بایا کر لگاؤ۔

مرزا پور - ۶ - جنوری ۱۹۸۷ء

تمہاری جدائی سے جھک سونے کے وقت تک تکلیف رہی۔ دل کمزور ہو گیا ہے۔ شاید یہی سبب کا یہ اثر ہے۔ بندہ سنے واپس لکر کہا کہ ریل میں جگہ کم تھی۔ پانچ آدمی اور تھے غالب ہو کر آباد سے گئی ہو گئی ہوگی۔ اس وقت نو بج گئے ہیں۔ یہ تصور ہے کہ تم علی گڑھ کے قریب ہو گے۔ اس خط کے پونج ہی اپنا حال لکھو کہ اسے میں یاد تکلیف تو نہیں ہوئی اور اسباب و سبب سب سمجھ گیا کوئی چیز کم تو نہیں ہوئی۔ اب انٹرنس کے امتحان میں تین مہینے باقی ہیں۔ اگر تم نے کمال امتیاز کر کے وقت کو ضائع نہ کیا اور ہر مضمون کی خواندگی کو بار بار دیکھا تو امید ہے کہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ جتنی محنت کرو گی اسید کامیابی کی ہوتی جاگی اور بقدر یہ اسید بڑھتی جاگی اور سید خوشی و راحت

ملے۔ اس خط کے گئے چند روز بعد والد کا تادیب سے آباد پھر مرزا پور کو ہو گیا۔ اسی اثنا میں جناب ولی صاحب جیلاٹر میرٹھ ترقی پا کر انسپکٹر مدرس ہو گئے۔ اسلئے میں میرٹھ سے والد کے پاس مرزا پور چلا گیا اور اون کے ساتھ رہ کر چند مہینے تک ضلع اسکول مرزا پور میں انٹرنس کلاس میں پڑھا رہا۔ جب امتحان میں تین مہینے باقی رہ گئے تو جنوری ۱۹۸۷ء میں علی گڑھ چلا گیا۔ اور مدرسہ العلوم سے اپریل ۱۹۸۷ء میں امتحان انٹرنس میں کامیاب ہو کر پھر مرزا پور کے قریب میوہراج کالج آباد میں داخل ہوا جس میں

۱۲۔ جنوری ۱۸۸۵ء

کل تعداد اخطا آیتھا۔ اوس میں تاریخ نہ تھی۔ اور بہت مختصر تھا۔ تجارتی جماعت میں کئے گئے  
 تم سے زیادہ ذی استعداد ہیں اور کس کس مضمون میں۔ ریاضی کی خامی کا دور کرنا ضروری ہے۔ اگر  
 دو تین مکمل سوالات بھی روزانہ حل کرتے رہو گے تو یہ خامی دور ہو جائیگی۔ روز جو کام ہوتا ہے  
 اوس میں دل لگا رہتا ہے۔ اور طبیعت کو مناسبت ہو جاتی ہے۔ اس سے قوت فکری کو اوس فن سے  
 ایسا لگاؤ ہو جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت بہت مدد ملتی ہے اگر ریاضی کے سوالات دو دو تین تین  
 طالب علم حل کرنا تو زیادہ فائدہ ہوگا۔ شب کو ایک بجے ٹیکر ایک سوال سنبھل کر کرنا شروع  
 کیا۔ جس سے پہلے نکال لیا۔ اوس کا حل دیکھ لیا۔ پھر دوسرا سوال شروع کیا۔ اس طرح ایک گھنٹہ  
 میں کئی کئی سوال حل ہو سکتے ہیں۔ اور استعداد کی ترقی جلد ہوتی ہے۔ اگر کوئی طالب علم ایسے نہیں  
 تو مناسبت کر دے کہ وہی کتاب کے حل میں مشغول سوالات اس طرح نکالا کر کہ پہلے حل نہ دیکھا ہو حل کیا۔ جب نہ نکالا  
 تو حل دیکھ لیا۔ اور جواب اور حل بھی پورا نہ دیکھا۔ تھوڑا سا دیکھ کر پھر غور و حل کر کے صحیح جواب نکالا۔  
 ابھی تک سردی کے سبب راتین کام کی ہیں۔ ایک مہینہ بعد یہ حالت نہ رہے گی۔ اسلئے  
 آنکھ کی راتوں کو خوب کام میں لاؤ اور زیادہ محنت کرو۔

مرزا پور۔ ۲۹۔ جنوری ۱۸۸۵ء

یہ سنکڑوشی ہوئی کہ تمہارے نمبر ریاضی میں  $\frac{4}{10}$  تھے۔ ریاضی کو تازہ کھو۔ جبر و مقابلہ اور  
 اقلیدس نکو یاد ہے۔ انکی شق حساب کی کمی کا جبر کر دے گی۔ حساب کو بھی دیکھتے رہو۔ اربعہ کے  
 شکل سوالات جتنے ملین سب کو حل کر ڈالو۔ اب تم کس کس چیز میں اپنے تئیں کمزور سمجھتے ہو اور  
 جس جس مضمون میں کمی ہے اوسکے رفع کرنے کا بندوبست کیا ہے۔ اب امتحان کا وقت بہت قریب ہے  
 ایسا بندوبست کرنا چاہیے کہ سب مضامین اچھی طرح یاد ہو جائیں۔ اور بندوبست یہ ہے کہ روزانہ  
 تقسیم اوقات میں ان مضامین کے لیے وقت زیادہ رکھو جو کم یاد ہیں۔ پھر التزام اس امر کا

ضروری ہو کہ روزانہ تقسیم اوقات کے مطابق روز روز خواندگی پوری دیکھ لی جائے۔ اگر دن کا کوئی گھنٹہ اوقات یا بات چیت میں ضائع ہو جائے تو ضروری کہ رات کو وہ کسر پوری کی جائے۔ غرض روز کا کام روز پورا کر لینا نہایت ضروری ہے۔ ایسا نہ کرو گے تو وقت پر سب سفامین کا یاد کرنا ناممکن ہوگا۔ یہ جو میں نے لکھا ہے غور کر کے اس پر عمل درآمد فوراً شروع کر دینا چاہیے۔

### مرزا پور یکم اگست ۱۸۸۷ء

میں شب کو تھکے تصور میں تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ آج کل تم کو کیا ناسمجھی جو خیالات اس باب میں آئے وہ لکھا ہوں۔ روزانہ خوشی رہنی اور آئندہ کی بسود کا سامان جمع کرنا تمہارا مقصود ہے۔ اوسکے لئے حالت موجودہ میں یہ ضروری ہے کہ تمہاری محنت و شوق کا دل بچ جائے تمہارے پردہ فیس اور ہر تمہارے شوق تحصیل علم اور محنت کو محبت اور استجاب کی نظر سے دیکھنے لگیں۔ جس قدر تمہاری محنت و شوق کی مدح و مہم ہوگی اور سیدہ تمہاری روزانہ خوشی کو ترقی ہوگی۔ اور سیدہ سامان بسود آئندہ زیادہ ہوتا جائیگا۔ طالب علمی کی حالت میں یہ خوشی پہلا ثمرہ ہے جو محنت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر آئندہ محنت کے ثمرات ہمیشہ ملتے رہتے ہیں۔ جب طالب علم اپنی محنت و شوق کی وجہ سے اپنے ہمسروں میں ممتاز ہوتا ہے تو کبھی کبھی حاسدون کی کوتاہ بینی اور کچھ خوشی میں رخنہ انداز کر لیا کرتی ہے۔ لیکن عالی ظرفی بتلا دیتی ہے کہ مصدوم نہ ایک نمٹے اور قابل اسکے ہو کر اوس محنت کا فکر یہ جناب ایزوی میں ادا کیا جائے اور حاسدون کے حرکات سے انعام کیا جائے اور بچہ حسد کی سزا اوسکے لئے کافی سمجھی جائے۔ شوق و محنت کا ایک نتیجہ قابل توجہ ہے کہ اوس سے صحت جسمانی میں عظمیٰ پڑتا ہے۔ اسلئے دانشندانہ تدبیر یہ ہے کہ محنت کے ساتھ ہی کثرت و ورزش جسمانی بھی روزانہ کیا جائے تاکہ محنت کا اثر نہ مہمے نہ پائے۔ اگرچہ لڑکپن و جوانی میں محنت کا یہ ضرر محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن آئندہ سخت تجالیف کا باعث ہوتا ہے اسلئے لازم ہے کہ ورزش سے غفلت نہ کیا جائے اور گودل نہ چاہیے لیکن دل کو مجبور کر کے محنت تحصیل علم کے ساتھ محنت جسمانی بھی روزانہ کیا جائے۔

انسان کو زندگی کے وقت کبھی آئندہ زندگی بسر کرنے کے خیالات بھی لایا کرتے ہیں اور وہ خیالات

ہر انسان کے جدا ہوتے ہیں اور ہر اسے۔ حالت۔ فنا پر وہ خیالات موقوف ہیں۔ اور خیالات کو ایسا وسیع نہ کیا جائے کہ دل میں سرور کی اور تہ میں تپتی پیدا ہو۔ ایسے خیالات سے جو دل کو اندر لگی اور کم ہمتی کی طرف متوجہ کریں فوراً ابزار ہو جانا چاہیے۔ اسلئے کہ وہ دل کو خراب کرتے ہیں اور محنت و مشق کی فراغت کرتے ہیں۔ میرے خیالات ابتداء میں آئندہ زندگی بسر کر سکی جائے جو بعد غور رہے تھو کہ گستاہوں۔ شاید تم کو بھی اتفاق۔ اے ہونے کی صورت میں اور سے خوشی حاصل ہو۔ انسان کی ایسی زندگی کہ آپ تنہا یا اپنی بیوی کے ساتھ خوشی میں بسر ہو اور خدا اور عزیز و اقارب کی کچھ خبر نہ لیجائے۔ نادان سے کیسی طرح ہمدردی کیجائے۔ میری رائے میں بڑی زندگی ہے۔ کتاب بھی اپنا پیٹ پالتا ہی۔ کل حیوانات میں یہ رنگ دیکھا جاتا ہے کہ اپنی اپنی فکر کرتے ہیں اور بس۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اشرف بنایا ہے اور عقلاً اور دیناً بڑا فرض انسان کا یہ ہے کہ اوروں کے کام میں آئے۔ جانتک ہونگے اوروں کو راحت پہونچائے۔ اول غریزہ و آقا زیادہ تر مدد کے مستحق ہیں۔ پھر دوست و آشنا۔ پھر تمام بنی نوع۔ اسلئے یہ نیت رکھنی چاہئے کہ ہر حالت میں ہم اوروں کو مدد دیں۔ جو ہو سکے۔ جو مناسب ہو۔ روپیہ سے۔ ہاتھ پانوں سے۔ بات چیت سے اوروں کو راحت پہونچائیں۔ اگر خدا تعالیٰ ایسی توفیق دے اور اوپر عمل ہونگے تو میری دہشت میں ایسی زندگی نہایت اچھی ہے۔ اوس سے خوشی بھی حاصل ہوتی ہے۔ عقلاً محمود ہے۔ اور دنیا بھی اور کوئی دین ایسا نہیں جو اس زندگی کو عمدہ نہ بیان کرتا ہو۔ بعضوں نے انسان کی بناوٹ سے یہ ثابت کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہی ہے کہ انسان باہم ایک دوسرے کی معاونت کریں۔ بغض اور کینے سے دور ہیں۔ اور اتحاد و محبت باہمی میں زندگی بسر کریں۔ پھر یہ امر بھی روزانہ خیالات میں لازمی کر لینا چاہیے کہ ہر روز اپنے خالق و نعم کا شکر یہ ادا کیا جائے کہ وہ ہر کوئی یوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ سخت عطا کرتا ہے۔ روحانی خوشیاں دیتا ہے۔ طرح طرح کی نعمتیں روز عطا کرتا ہے جن سے جسم کو آرام اور دل کو راحت ملتی ہے۔ ضرور ہے کہ اوس کا شکر یہ روز ادا کیا جائے۔ بڑی ناشکری ہے کہ ہر انعم ہر روز نعمتیں دے اور ہم ایسے احسان فرما

ہو جائیں کہ اسکو با دہمی نہ کریں۔ ناز و زائدہ حقیقت میں ستم کا شکر ہے جس قدر ہو سکے دل لگا کر روز پڑھنی چاہیے۔

دہلی۔ ۸۔ جنوری ۱۸۸۷ء

آج تمہارا خط آیا جس میں فرسٹ ایر کلاس کے سالانہ امتحان میں اول رہنے کی خوشخبری درج تھی۔ خط کے مضمون سے خوشی ظاہر ہوتی تھی۔ تمہارا خط سارے خاندان نے دیکھا۔ سب کو اعلیٰ درجہ کی خوشی ہوئی۔ اور سب تمکو تمہاری اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ تمہارا تمکو ہمیشہ اسطرح کامیابی عطا کرے اور ہمسروں میں اعزاز اور برتری عطا فرماتا رہے۔ یہ محنت کا ثمرہ ہے۔ تاہم بلیغین محنت کی اس خوشی کے سامنے بے وقعت ہیں۔ جس نظر سے تمہارے ہر سر کو جیتے رہتے۔ دو ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا انعام ہے جسکا شکر یہ تمکو خواب باری میں کرنا ہر دم واجب ہے۔ ایسی حالت میں بعض تنگ ظرفوں کا حد بھی جوش میں آتا ہے۔ لیکن عالی ظرفی اس میں ہے کہ اسادوں کے حرکات سے سرت جھل کر د اور اس عطیہ انبوی کا کہ اس برتری بخش رہتے یہ دن دکھا کر محسوس کیا تمکریہ ادا کرواؤ۔ تمہارے انکو ہمیشہ کامیاب رکھتے اور تمہاری سبائیں پوری

آگرہ۔ ۸۔ جنوری ۱۸۸۷ء

تمہارے امتحان کا نتیجہ سنکر دل شاد ہوا۔ امید ہے کہ تم بہت سی خوشیاں سناؤ گے اور یہی اپنی ہو گے جیسا تمہاری بابت سب کو خیال اور توقع ہے۔ تم فوج جاسنتے ہو گے کہ ہمارے خاندان میں جبک دو چار لڑکے ہوں اور لائق ہونگے آئندہ کی عزت و ہجو کو ترقی ہونا اور خواہ ہے تم اپنے ہم عمر عزیزوں اور بھائیوں کو خصوصاً لکھا کرو۔ جس سے انکا شوق بڑھے۔

یہ خط والد کا نہیں ہے۔ میر چچا مولوی محمد عبدالجبار صاحب کا ہے جو اس زمانے میں آگرہ میں ہیں۔ مگر مکتوب اس خط کے مضمون سے دو باتیں معلوم ہو گئی۔ اول یہ کہ علاء والد کے خاندان کے اور بزرگ بھی مجھے نصیحت آمیز مضامین لکھا کرتے تھے۔ دوم یہ کہ اس زمانے میں میری اور چچا کے قریب العزیزوں کی شادیاں ہو گئی تھیں۔ محمد احمد

اور ٹھیک ہو۔ ہم عمری کی وجہ سے تم خیال کرتے ہو گے کہ میری فصل کا گر نہ ہوئی، لیکن تم  
 ماحم بنکر نہیں۔ غریزہ فطرت دوست بنکر ایسے پیرا یہ میں اثر ڈال سکتے ہو کہ اور طریقے سے بند  
 سفید ہو گا۔ ناصح کی باتیں مضمون جوانی میں خشک معلوم ہوتی ہیں۔ دوستانہ صلاح و مشورہ  
 سے اچھی اور سفید باتیں بہت کارگر ہوتی ہیں۔ بالفعل ایک مضمون قابلِ بحث ہو گا۔ اس کے  
 پیرائے میں جو لکھو گے ضرور سفید ہو مؤثر ہو گا۔

بڑے دن کی تعطیل کے قبل تھامی زندگی محض طالبانہ تھی۔ اب دنیا کا بوجھ بھاری  
 گردنوں پر ڈالا گیا ہے۔ یعنی شادیان ہو گئی ہیں۔ یہ ایک بڑا بھاری بوجھ ہے۔ ایسا مجموعہ ایک کو دیکھ  
 بچہ میرے پر کاٹھی کس دیا ہے اور کلام لگا دی جا۔ یا اوجھلتے بچہ شے کے کندھے پر جو ا  
 رکھ دیا جائے۔ یہ کوئی عجیبات نہیں۔ انسانی زندگی کے فرائض میں سے ہے۔ مگر اس میں  
 کوئی شبہ نہیں کہ اس سے آدمی کی طرز زندگی بدلتی ہے۔ بڑا وسیع مضمون ہے۔ جی کھول کر بحث  
 کر سکتے ہو۔ یہ بحث کرو کر شاید یوں لاہو ناب متقاضی اس امر کا ہے کہ ہم طبع تر لائق ہو جائیں۔ اور  
 ہم تن مصروف ہو کر علم حاصل کریں۔ اور دل یوں چاہتا ہے کہ برسوں کی تحصیل مہینوں میں اور  
 مہینوں کی دونوں اور دنوں کی گھنٹوں میں پوری کریں۔ ورنہ بیمار خالین موجود ہیں۔ آجکل سیر  
 پڑھ سہی میں ایک شخص موجود ہیں جنکو پاس نہوئے کی وجہ سے نوکری نہیں ملتی خیال کرو  
 کیسا بچتا ہے۔ نوکری کا کیا فتن ہے۔ ہم چٹوں اور غریبوں میں کیسی بے وقعتی ہے۔ بی بی سچے  
 تھانہ داری کے سامان علیحدہ تقاضا کر رہے ہیں۔ یہاں نوکری نہیں۔ نہ کچھ بلکہ پاس۔ کہو بی بی  
 ہوتی ہوگی بفضلِ وقات زندگی دوبھر ہوتی ہوگی۔ یہ سب کیوں ہے۔ از راست کہ بہت  
 ہم نے وہ حاصل نہیں کیا جو کرنا تھا۔ اب اس کا خمیازہ بھگتتے ہیں۔ ایسے ہی سچے پُرورد  
 مضامین پر غور کر کے لکھو اور تقاضا کرو۔ بھائی اوجکو۔ چلو۔ کتنا طے کر لیا۔ منزل مقصود تیار  
 گئی ہے۔ دیکھو ترقی کی بلند نیارین دکھائی دینے لگیں۔ اب کیا دیر ہے نہوئے۔ ایف۔ اے  
 کی سیڈھی چڑھے اور بی۔ اے کے گنبد میں جا بیٹھے۔ نوکری کے جامِ جانِ ناپس نہوئے

کی سیر کیا کرو۔ یا اور بہت بلند ہو تو چوٹی کی خبر لاؤ۔ اور سول سرورس اوڑاؤ۔ سمجھ اٹھو کہ جب تکوز صفت ہلا کر گی ضرور اس عمدہ اور ضروری مطلب کی طرف توجہ کیا کرو گے۔ اور سوچا کرو گے کہ اچھی حالت حاصل کرنے کے لئے کیا کیا کرنا ضروری ہے۔

مرزا پور۔ ۱۸ اکتوبر ۱۸۷۷ء

اس وقت میں ایک کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس میں کلام قدیم و کلام حادث کا ذکر آگیا۔ چونکہ یہ ایک نازک بات ہے۔ اسلئے جی پاگاہ مختصر اٹکوا اس سے مطلع کروں۔

بوجہ اسکے کہ غائب کائنات عقلاً ہر طرح کامل و مکمل ہونا چاہیئے۔ اور اسکی ذات قدیم میں جو صفات قدیم اور اسکے کمال کی واسطے ضروری تھیں تسلیم کی گئی ہیں۔ یعنی وہ عظیم ہے۔ بعید ہے۔ سمج ہے۔ قدیر ہے۔ عظیم لیکن ہمارا اس علم نہ ہماری سی بھارت۔ نہ ہماری سی سماعت۔ نہ ہمارا سا کلام۔ کیونکہ ہمارا علم بصر۔ سمع۔ کلام۔ محتاج آلات ہے۔ اور ان آلات پاک کا ادراک محتاج آلات سماعت و بصرات و فطرت نہیں۔ اگر اس کا ادراک محتاج ایہ ہو تو یہ ایک نقص ہے اور اسکی ذات ہر طرح کے نقص سے پاک ہونی چاہیئے۔ اب ان امور میں سے تھوڑا سا ذکر کلام کا کیا جاتا ہے۔

وہ صفت ذات باری کہ جس سے انما خالق ہوتا ہے ہماری زبان میں کلام سے تعبیر کی جاتی ہے کیونکہ کلام وہ صفت ہے جس سے انما را فی الضمیر ہوتا ہے۔ اور یہ صفت انما خالق کی کبھی تو بغیر و اسلئے حروف و لفظ کے ظاہر ہوتی ہے اور کبھی لباس صوت و حروف میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ یعنی کلام کی دو قسمیں ہیں ایک بلا مد و صوت و حروف اور دوسری ہمد و صوت و حروف۔ پہلی قسم کی مثال وہ انما خالق ہے جو مخلوقات کی صنعت کے کلمات ذات باری پر دلالت کرتا ہے۔ یہ دلالت ایسا کلام ہے جو بلا مد و صوت و حروف ظاہر ہوتا ہے۔ ہم مخلوقات کی صنائع کو دیکھ کر مان لیتے ہیں کہ انہا پیدا کر نیوالا اور بنائو والا کوئی ہے اور وہ بڑا کامل صانع ہے۔ اس قسم کی دلالت جو کسی حقیقت کا اظہار کرے کلام بے صوت ہے۔ کیونکہ جو مقصود کلام سے حاصل ہوتا ہے وہی اس دلالت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو مفہوم ذہنی ہیں اور بغیر وسیلہ جو اس کے ہر مذکر ہوتے ہیں وہ سب بغیر مد و صوت و حروف

کے مد رک ہو تے ہیں۔ اس سے خیال میں آسکتا ہے کہ کلام باری تعالیٰ صوت و حروف و لفظ کے بغیر مد رک ہو سکتا ہے۔ جب اس دنیا میں بہت سے مد رکات بغیر مد صوت و لفظ کے مد رک ہو تے ہیں تو وہ کلام جو صفت باری اور روحانی ہے عقلاً مد رک ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید جو کلام باری ہے وہ وہی صفت باری ہے جس سے انما حقیقت ہوتا ہے۔ اور اس کلام کا قالب لفظ و صوت میں آنا اس دنیا کے رنگ انتظام و ترکیب کے لئے ضروری تھا تاکہ عوام اس کو سمجھ سکیں۔ اور چونکہ اس کلام کو ایک غفلت دینی تھی تاکہ اس کی وقعت ہو اس لئے وہ ایسے الفاظ میں نازل ہوا کہ اس کی فصاحت بڑے بڑے فصحاء نے تسلیم کی بلکہ اس کی فصاحت حیران رہ گئی۔

استدراجانے کے بعد تم غم نہ کر سکتے ہو کہ وحی کا نازل ہونا محال عقلی نہیں ہے کیونکہ وحی حرف کلام ربانی کا نام ہے جو پیغمبروں پر نازل ہوا۔ اور کلام ربانی کی کیفیت تم نے تحریر یہاں سے دریافت کی لیکن ہے کہ بغیر مد صوت و لفظ کے پیغمبروں کو مد رک ہوا اور وہ اپنے ذہن میں بغیر کسی آواز کے اس کو واسطی طرح سمجھ لیں جیسے دنیا میں بہت سے مد رکات ذہنی مثلاً رنج خوشی۔ خوف۔ امید وغیرہ محسوس ہوتے ہیں۔

اب یہ بات باقی رہی کہ وحی بذریعہ فرشتے کے پیغمبروں پر نازل ہوتی رہی ہے اس کا خیال بھی محال نہیں ہے۔ دنیا میں طریقہ پیغام بھیجے کا یہی ہے کہ کسی قاصد کے توسط سے جس کو عربی میں رسول کہتے ہیں پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ پس وہ طریقہ وحی سمجھنے کا جو بلا مد صوت و لفظ صرف ذہنی طور پر پیغمبروں کو حاصل ہوا اگر عوام کے سمجھنے کو واسطے یوں تعبیر کیا جائے کہ فرشتے کے ذریعے سے احکام۔ ہدایا پیغمبروں پر نازل ہوئے تو صرف انما مطلب کا تعبیر ہے۔ اصل میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس تعبیر سے کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔ ہاں یہ بات کہ فرشتہ کیا چیز ہے۔ دوچار بحث ہے۔ جب ہر کوئی معلومات ذہنی محض تصور اور ذہنی قوت بلا مد آواز و عبارت کے حاصل ہو جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ذریعہ ان معلومات کے حاصل کرنے کا روحانی ہے۔ مگر اس حیوانی حالت اور حیوانی عالم میں ہادی روح کو جو اس اور حیوانی قوتی سے ایسا تعلق ہے کہ روح کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے



وہ بیشتر اسی تعلق کے ذریعے دو اسطے سے مل جاتا ہے۔ اگرچہ بعض اوقات روحی اور عقلی قوت معلومات ذہنی کو بلا امداد حواسِ مجبانی تو کئے اخذ کر لیتی ہے۔ بعض اوقات یحکیم ہمارے دل میں کوئی خیال پیدا ہوتا ہے جسکو جو اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس اگر اس خیال کو ہم یون کین کر دے روحی اثر ہو تو اس میں کوئی محال عقلی نہیں ہے۔ اسطرح اگر ہم کسی ایسے روحی خیال کی نسبت جو بلا واسطہ حواس کے ذہن میں آیا ہو گئیں کہ وہ الہام ہے یعنی منجانب باری تعالیٰ ہمارے ذہن میں آتا ہو ہی تو عقلاً کوئی محال لازم نہیں آتا۔

جس طریقے سے امور ذہنی ہمارے ذہن میں آتے ہیں انکو معلوم نہیں ہوتا یعنی طریقہ الہام سے ہم بے خبر ہیں اور کبہ آگاہی نہیں کہ روح کو کیونکر اور کس طرح ذہنی بات کا ادراک ہوتا ہے تو اگر ہم اس طریقے کو جس سے ہماری روح کو امور ذہنی کا ادراک ہوتا ہے یون تعبیر کریں کہ ہماری روح کو عالم بالا کی روح سے کچھ تعلق ہے جسکو ہم نہیں جانتے تو اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں اور اس تعلق عالم بالا کو بذریعہ فرشتہ تعبیر کریں تو اس میں کوئی حیرانی و خرابی لازم نہیں آتی۔ اس خط کے مضامین مکمل ہیں باب اس خط کو پڑھو گے تو نفع ہو گا۔ اس خط کو ضائع نہ کرنا کسی سادہ کتاب میں ایسے خطوط کو چسپان کر لیا کرو۔

مرزا پور ۱۷۔ نومبر ۱۳۷۷

اخلاق کی کتابیں اکثر دیکھتے رہو۔ اون سے روحانی ترقی اور دلی راحت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کے بیچ و مضامین وقعت ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی تعالیف کا اثر دل پر نہیں ہوتا۔ یہ سچ ہے کہ اخلاق کے مضامین کا اثر جلد بآواز آتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل دنیا کے معاملات اکثر طر فوضی کہہ تعلق۔ خود پسندی اور خود داری پر مشتمل ہوتے ہیں اور اکثر آدمی جن سے روزانہ ملنے اور بات چیت کرنے کا اتفاق ہوتا ہے اخلاقی تعلیم کے مطابق بڑا و نسیں کرتے اور ایسی زندگی رکھتے ہیں جو اخلاق کے راستے سے ملدہ ہے۔ اسلئے انسان اور اون کی دیکھا دیکھی اور نکات متبع کرنے لگتا ہے اخلاقی کے نیکانے کو چھوڑ دیتا ہے اور اخلاقی مضامین کا اثر اس کے دل سے جلد ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر صحبت اچھی ملے اور ملنے والے متدب اور اخلاقی تربیت کے پابند ہوں تو اخلاقی

مضامین کا اثر دماغ ہو جائے۔ مگر اس ماننے میں ایسی صحبت کا پورا دھوا رہی۔ اخلاقی مضامین کو دیکھنا  
گویا نیک کاموں اور مطلقانہ چال چلن کا علم حاصل کرنا ہے۔ اور علم بغیر عمل کے نام ہوتا ہے اسلئے محض اخلاقی تعلیم  
سے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر اس علم کے ساتھ عمل بھی ہو یعنی ایسے لوگوں کی صحبت میں آئے جو اخلاقی  
ہدایات پر پورا پور اہل کرتے ہیں تو ان میں رہنے سے علم اور عمل بالکل پورا فائدہ ہو۔ مگر عقل اور تجربہ  
یہ کتاب کہ جو چیز ہمارے لئے سودمند ہو اور ہم اسکو پورا حاصل نہ کر سکیں تو حسب قدر لکھن ہو اور اسی قدر  
حاصل کریں۔ اگر اس ماننے میں اچھی اور نیکادبیوں کی صحبت میں رہنا آئے تو یہ مناسب نہیں کہ ہم اخلاق  
کی کتابوں کا دیکھنا بھی چھوڑ دیں۔ گو ہم بغیر عمل کے کامل نہیں ہو سکتے لیکن علم اخلاق سے مزور ہمارے حالت  
اور سبب بہتر ہوگی جو بغیر اس کے ہوتی۔ اور اگر یہ شوق چلا جائے تو اخلاقی مضامین کا بکثرت دیکھنا  
آخر کو عمل کرنے پر ادغاب کر دیتا ہے۔ اور بہتر زندگی بسر کرنے کا عمدہ طریقہ ہاتھ لگ جاتا ہے۔ اور کوئی  
کو صرف اس علم کی کتاب میں دیکھنے سے آخر کار وہ روحانی خوشی حاصل ہونے لگتی ہے جو عمدہ طریقہ کی  
کے اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس زندگی کے تعلقات ایسے ہیں کہ صد ہا اور ہزار ہا چھوٹی چھوٹی  
تکالیف میں جو روزمرہ انسان کو پیش آتی ہیں علم اخلاق پر عمل کرنے سے وہ چھوٹی چھوٹی تکالیف اپنے  
بلکہ عمدہ ہو جاتی ہیں۔ ناگہانی تعلقات میں آئے کی مخالفت۔ کسانا ماننا۔ اکثر پیش آتا ہے۔ جب  
آدمی کا دل اخلاقی مضامین سے پختہ ہو جاتا ہے تو اس مخالفت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ رنج اور خوشی  
جو ملاقاتیوں کے بتاؤ۔ عزیزوں کی باتوں۔ رشتہ داروں کے طرز متون سے ہوتی ہیں وہ  
اخلاقی مضامین کے اثر سے جب وہ پورا پورا اثر کرنے لگتے ہیں کچھ عوامی رہتی ہیں۔ خیالات  
ایسے عالی ہو جاتے ہیں کہ ان حرکات و جریج و خوشی پیدا کرتے ہیں جیسے رنج کے ہنسی آتی  
ہی اور اسطرح انسان کی زندگی جیسے بچوں سے محفوظ ہو جاتی ہے اخلاق کی کتابیں دیکھنے  
سے ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ جو باتیں عوام کے لئے خوشی کا ذریعہ ہیں وہ دل میں خوشی  
پیدا نہیں کرتیں۔ وہی عالی ظرفی اسکا باعث ہوتی ہے۔ اخلاقی مضامین پڑھنے سے۔  
کھیل۔ تماشہ۔ نالچہ لگ۔ پوٹھاک اور سب تفاخر کی چیزیں بے حقیقت معلوم ہونے

گنتی میں اور ان شعلوں کو آدمی حشرات کی ٹھکانے دیکھتا ہوا سو سٹلے کر اوکو دل میں ایسی خوشیوں کی کوئی قیمت نہیں رہتی اور عالی خیال آدمیوں اور عوام میں یہی فرق ہے۔ جب کوئی سید تماشہ جویم یا بلبل ہوتا ہو عام آدمی اس کے دیکھنے کو بڑے شوق سے دوڑتے ہیں اور واقعی اوکو خوشی ہوتی ہے۔ اگر وہ ایسے موقع پر پاس سے روکے جائیں تو اوکو بہت ملال ہوتا ہے۔

ایک دیکھے خیال کا آدمی کبھی سٹلے میں جانیکی رغبت اپنے دل میں نہیں پاتا۔ تماشہ گاہ جویم اور جلسوں میں غریب ہونا اوکو کوئی خوشی نہیں دیتا۔ اس لیے کہ اوکی نظر میں یہ سب باتیں باریک بینی سے ملاحظہ ہوتی ہیں۔ غرض طلاق کی کتابوں کا اثر انسان کو عالی خیال بنا دیتا ہے۔ اور عالی ظرفی۔ عالی حوصلگی سکھاتا ہے۔ ہاں اتنا فرق ہو کہ سب کو کیا ان فوائد حاصل نہیں ہوتے۔ ہر ایک کی قابلیت و استعداد الٰہی کے موافق علم کا اثر ہوا کرتا ہے۔

مرزا پور۔ ۹۔ دسمبر ۱۸۵۶ء

کل تمہارا خط مجھ میں کوٹھن صاحب ممبر صدر بورڈ سے ملاقات کا حال لکھا تھا۔ اس بات سے خوشی ہوئی کہ صاحب نے تمہارے حقوق کو بوجہ میری خدا کے قوی ظاہر کیا۔ بیک بلحاظ عمر و ناجزہ باری درجہ تعلیم کے ادنیٰ۔ اسے صحیح ہے کہ اگر اس وقت نوکری کی خواہش ہو تو نائب تحصیلدار سے زیادہ کی توقع نہ کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم کو اس عمر میں نائب تحصیلداری ملتی ہو اور خدا کے فضل سے اس وقت اوکی خواہش نہیں۔ بہر حال ایف۔ اے۔ اور بی۔ اے۔ پاس کر کے بعد اس سبب لاسباب ہوا انشاء اللہ تمہاری محنت راہنما ہوگی جیلہ

۱۰۔ دسمبر ۱۸۵۶ء

زندگی میں خوش رہنے کی تدبیر یہ ہے کہ انسان اپنی حالت کا مقابلہ اور لوگوں کی حالت سے کیا کرے جو اس سے رستے میں کم ہیں۔ انسان کو لازم ہو کہ اپنے لباس کو محتاجوں کے

سلف۔ اپریل ۱۸۵۶ء میں لکھتے ہیں یوزر سٹی کے امتحان ایف۔ اے۔ میں۔ میری شریک ہو کر کامیاب ہو اور پھر دستور سید کالج میں پڑھتا رہا بحمد خدا محمد۔

لباس سے۔ اپنے کھانے کو محتاجوں کے کھانے سے۔ اپنی خوشی کو بخورون کی سرخ سے  
 اپنی صحت کو بیماروں کی حالت سے مقابلہ کر کے خدا تعالیٰ کے انعاموں کا شکر اور اپنی جہانمندی  
 کا اقرار کیا کرے۔ دنیا میں ہر لدن آدمی ایسے ہیں کہ باطلوں مرتے ہیں۔ اولاد کو کافی کپڑا تیسرے  
 نہیں۔ لاکھوں آدمی ایسے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے پانی بھرتے  
 ہیں۔ اپنے سر پر لکڑی کا بوجھ لاتے ہیں۔ بہت آدمی ایسے ہیں کہ اولاد کو ترستے ہیں۔ بہت  
 ایسے ہیں کہ اولاد ہی تو کھانے کو نہیں۔ بہت ایسے ہیں کہ اولاد بھی ہو اور کھانے کو بھی ہو۔ مگر  
 اولاد نالائق۔ بدکار۔ چور۔

جن لوگوں کو خدا ایسی نصیبوں سے محفوظ رکھے اور پروا جب ہی کہ نعمت کو روزانہ یاد کر کے  
 ہر دم شکر کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جو شکر نعمت کا کرتا ہی تو خداوند تعالیٰ اوس نعمت میں  
 برکت عطا کرتا ہی وہ نعمت قائم رہتی ہی اور نعمتوں کی افزونی ہوتی ہی اسلئے ہر دم نما سے  
 الٹی کا شکر کرنا لازم ہے۔ جسوقت کوئی نعمت خوشی دی یا سبقت او کا شکر یہ دل سے ادا  
 کرنا چاہیے۔ ہر کو لازم ہے کہ دن بھر میں جب ذرا سی بھی خوشی ہو کسی طرح کی مسرت حاصل ہو فوراً  
 دل سے منعم کا شکر کر کے بندگان شکر میں داخل ہوں اور نعمت کی افزونی سے بہرہ مند ہی اور  
 بر خور داری حاصل کریں۔ صبح کو نماز پڑھ کر اور شام کو سونے کے قبل دو کام روز کرنے چاہئیں  
 اول اوس کرم کار سازی کی نعمتوں کو یاد کر کے اور شمار کر کے شکر یہ ادا کرنا۔ دوسرے بڑائیوں  
 اور گناہوں سے توبہ کرنی اور اپنے قصوروں کی معافی اوس کریم و رحیم چاہی۔ اگر یہ عادت  
 پختہ ہو جائے اور صبح شام استغفار اور شکر یہ کا اظہار کیا جائے تو دل کو خوشی رہتی ہے  
 اور زندگی مسرت میں گذرتی ہے۔

اکثر آدمی ایسے کم ظرف ہیں کہ اتراتے ہیں اور اپنے تئیں کھینچتے ہیں۔ اترانا اور غرور کرنا  
 خدا کو نا پسند ہے۔ اترانیوالوں کی نعمتیں دیکھا جاتا ہی کہ بعض وقت چھین لی جاتی ہیں اور غرور  
 کر نیوالوں پر خدا کا قہر نازل ہوتا ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ انسان ہر دم اپنے تئیں عاجز

و بے حقیقت سمجھے۔ اور خیال کرے کہ جو کچھ اوس کریم کار ساز نے دیا ہوا اسکی رحمت ہی۔ ہاں پاس مہینہ چیرن ہیں۔ سب اوس کی دی ہوئی ہیں۔ ہم جب پیدا ہوئے تو ہمارے پاس نہ عقل تھی۔ نہ تیز۔ نہ کپڑا نہ کھانا۔ نہ روپیہ نہ پیسہ۔ اوس نے اپنی شفقت سے امان باپ کے دل میں ہماری محبت ایسی ڈال دی کہ اوسمون نے خود تکلیفیں و دشائیں اودھکوارام دیا۔ سردی گرمی سے محفوظ رکھ کر رکھوا دیا۔ ہماری ہر طرح کی خبر گیری کی۔ دکھ بیماری میں ہمارا علاج کیا۔ علاج سے زیادہ تندرستی کی۔ پھر خدا نے ہکو عقل و تیزوی۔ علم اور رزق دیا۔ طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں۔ اوس بیکسی کی حالت سے اس حالت کو پہنچایا۔ ان ستاراؤں بخشی ہوئی چیزوں پر اتنا کیسی کم ظرفی اور بے عقلی ہے۔ لاکھ لاکھ کروڑوں شکر اوس کار ساز کا جس نے ہم کو اتنی نعمتیں عطا کیں۔ ہمارا کیا استحقاق تھا۔ ہم سب اوسکے بندے ہیں کسی کو آسودگی دی۔ کسی کو محتاج کیا۔ یہ سب اوسکی مصلحت ہے۔

اور سب پر مشاء و مزا دہور

انسان کی ضرورتوں پر خیال کیا جائے تو کھانا پکڑا اسکان نہایت ضروری چیزیں ہیں ان کا حاصل کرنا پہلا کام ہے کہ ان پر زندگی اور راحت کا مدار ہے۔ ایسا کھانا ضروری ہے جس سے آدمی زندہ رہ سکے۔ بہت تکلف کا کھانا ضروریات زندگی سے نہیں اور روز روز تکلف کا کھانا ملے تو آدمی بیمار ہو جائے۔

اسی طرح پکڑا اسی قدر ضروری ہے کہ تن پوشی ہو جائے۔ اور سردی گرمی سے محفوظ رکھے بہت قیمتی کپڑا ضروری نہیں۔ مکان بھی ایسا اور کار ہے کہ جس سے جاڑے گرمی برسات میں آرام ملے بڑے محل کی ضرورت انسان کو نہیں۔

اگر آدمی کے پاس دولت ہو کہ دل اچھا ہو تو وہ خوش نہیں رہ سکتا۔ جو آدمی اور وسیع تر ہے۔ سب کو تکلیف دے۔ ہر ایک کو ستائے اوسکی زندگی خوشی میں بسر نہوگی۔ مغرور آدمی سے بھی کوئی خوش نہیں رہتا۔ اگر دل اچھا ہو یعنی دل میں یہ خیالات ہیں کہ ہم سے کسی کو

آید انہو اور سبکو خوش رکھنے سبکی خدمت کرنے اور کلام دینی کی خواہش دل میں دھوپ تو ایسا آدمی  
سے سب خوش رہیں گے اور وہ خود بھی خوش رہیں گے۔

اس سے ظاہر ہے کہ زندگی کو خوشی میں بسر کرنے کے لئے زیادہ دولت کی ضرورت نہیں  
دل کی اصلاح سے انسان زیادہ خوش رہتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو لازم ہے کہ روزانہ ہر دم  
اپنے دل کی اصلاح میں کوشش کرے جب غصہ آئے ضبط کرے۔ کوئی بڑا مسئلہ تو منتقل کریں  
زبان خدا سے اسلئے وہی ہے کہ ہم اس سے اپنا کام نکالیں۔ خدا کا نام لیں۔ اور کئی نعمتوں کا شکر  
ادا کریں۔ زبان کو ایسے کام میں لگا کر اور دن کو بڑے لفظ کہیں۔ دوسروں کا دل دکھائیں۔  
عقلندی کی بات نہیں۔ جو لوگ زبان سے ایسا کام لیتے ہیں وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں  
بڑے الفاظ لکھ کر دل کو بوجھتا ہوں۔ اور دن کا دل دکھانے سے ہمارا دل بھی اذیتا ہوا ہے جب  
تک انسان کو غصہ رہتا ہوا اور سکادل غم و بچ میں مبتلا رہتا ہوا اس وقت کی زندگی نہایت خراب  
زندگی ہوتی ہے اسلئے مافلون نے لکھا ہے کہ غصہ کو ضبط کرنے سے انسان کو راحت ملتی ہے  
اور اس کا وقت بچے سے محفوظ رہتا ہے۔ انسان جس قدر نیک خیالات کو دل میں بگھونپتا ہے اور حسد  
نیک کا مومن میں ل لکھتا ہے اور سیدہ زندگی خوشی میں بسر ہوتی ہے

نیک یہ ہے کہ آدمی سب کی خدمت کرنے کو اپنا فرض سمجھے۔ بچوں کا۔ بڑوں کا۔ ہمسروں کا  
سب کا کام سمجھ کر دے۔ اور سکواحت پہنچانے کی نیت رکھے۔ روز صبح اٹھ کر خدا کا شکر  
کرے اور دل میں نیت کرے کہ آج دن بھر مجھ سے کسکو تکلیف نہ ہو۔ جہاں تک ہو سکے  
سکون خوش رکھنے کی نیت کرے اور سب پر عمل کرے جب انسان دل میں خیر ارادہ کر لیا کہ مجھے  
کسکو تکلیف نہ تو اسید ہے کہ اس سے ایسے کام دن بھر میں ہونگے کہ اور دن کو راحت  
پہنچے۔ اور دن کو راحت ملے گی تو اسکو بھی ضرور خوشی رہے گی۔

مالی طرفی یہ ہے کہ عا دم بن کر۔ راحت پہنچا کر۔ سبکی محبت دل میں رکھ کر انسان زندگی بسر  
کرے۔ اس طریقے سے سب اس سے محبت کریں گے سب اسکی تعلیم کریں گے

اوپکی بھی زندگی غشی بن بسر ہوگی۔ اور دن کو بھی خوشی رہیگی۔

میرا پورا ۱۳۔ و سب سے شرمناک

ایک نیکو احسان کے فائدہ سے اور احسان کا اثر ملتا تھا میں نے احسان کا شروع دل چاہت ہو گیا ہے  
 کاروں کے ساتھ بھی اگر احسان کیا جائے تو اس کو اپنے محسن کی محبت ہو جاتی ہے۔ جل آدمی پر لڑتا  
 گیا جائے تو محبت کرنے لگتا ہے۔ اگر کسی کو کچھ دیا جائے تو وہ دل سے دماغ میں دیتا ہے  
 سختہ دار جو محبت کرتے ہیں اور کھڑا سبب احسان ہو تان باب اپنی اولاد کے ساتھ احسان  
 کرتے ہیں اس لئے اولاد کو مان باب کی محبت ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بچوں کو پر سی تمیز احسان دہی کی  
 نہیں ہوتی لیکن جل آدمی سے اون کو راحت ملتی ہے اور اس کے ساتھ محبت اور افسانہ کرنے لگتے ہیں۔  
 غرض احسان کی سرشت میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ اپنے محسن سے محبت کرنے لگتا ہے جو جن کے  
 دل پیچھے ہیں۔ اور جنہوں نے تربیت اچھی پائی ہے اور نیکو حال ہوتا ہے کہ ایک احسان کو ساری عمر  
 نہیں بھولتے۔ اور اس کیل احسان کے بدلے ساری عمر اپنے محسن کے تابعدار اور نفاذ ان رشتہ  
 ہیں۔ اچھے دل کی یہ نشانی ہے کہ احسان کا اثر پورا ہو۔ دنیا میں وہ آدمی بہت بڑا سمجھا جاتا ہے جو  
 اپنے محسن کے ساتھ برائی کرے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو کوئی ہمارے ساتھ احسان کرے ہم کو چاہیے کہ اس سے محبت  
 کریں۔ اور اس کی تعظیم کریں۔ اور سکوراحت پہنچائیں۔ اور سکواذ اندوین۔ اور اس کی مخالفت نہ کریں۔  
 جس نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہو اور ہمارے ساتھ پہنچائی ہو بڑی بد ذاتی کی بات ہے کہ ہم اس کے ساتھ  
 بد سلوک کریں۔ اور حکو بر اکہیں۔ یا اور سکوتکلیف دیں جب ایک احسان کے بدلے ہم پر فرض ہے کہ  
 اپنے محسن کو تمام عمر شکر میں تو جو کوئی ہم پر ہر روز احسان کرے اور اس کی صرف تابعداری اور خدمت  
 ہی کرنی ہم پر لازم نہیں بلکہ ہم اس کے غلام بن کر رہیں۔ اور سپر نثار ہو جائیں۔ اور اس کی محبت کا کلمہ ہم  
 ہر روز زبان پر رہے تو یہ بات ہے۔

کہا ہے اللہ تعالیٰ ایسا محسن نہیں ہے جو ہر دم ہم پر احسان نہ کرتا ہو۔ وہ ہمارا خلق ہے کہ ہر روز

دیتا ہے۔ ہکو خوشیاں دیتا ہے۔ ہکو تکلیفوں سے محفوظ کرتا ہے۔ ہم بیار ہو جائیں تو شفا دیتا ہے۔ اگر ہم گناہ کریں وہ معاف کر دیتا ہے۔ ہم کسی ہی نافرمانی کریں کبھی ہزار امین نہیں جوتا۔ اوسکی اطاعت میں ہم کسی ہی کوتاہی کریں ہمارا رزق بند نہیں کرتا۔ سبحان اللہ کیا عالی ظرف محسن ہے۔ ان باپ ایک نافرمانی سے ناراض ہو جائیں وہ باوجود صد نافرمانیوں کے ہم سے محبت کئے جاتا ہے۔ ہم اوس کی تابعداری نہیں کرتے مگر وہ ہماری پرورش کئے جاتا ہے۔ ہم بے پروائی و سرکشی کر کے اوسکی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے لیکن وہ بدستور اپنی شفقت ہم پر جاری رکھتا ہے۔ ہم اوسکو یاد نہیں کرتے لیکن وہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے کہ گویا ہم اوسکے خاص غلام اور خاص ناز و دہن۔

غور کرنے کی بات ہے کہ ایسے محسن کے کس قدر اور کتنے بڑے حقوق ہمارے ذمہ ہیں۔ اوسکے ہر احسان پر ہم کو نثار ہونا چاہئے۔ اوسکی نعمت پر ہکو ہزار ہزار شکر کرنا چاہئے۔ اوسکی بندہ پر اور ذرہ نوازی یاد کر کے ہکو دن رات اوسکے سامنے کھڑا رہنا چاہئے۔ وہ ماں باپ سے بہت زیادہ شفیق ہے۔ اوسکی محبت ہکو ماں باپ کی محبت سے زیادہ جونی چاہئے۔ کیا اوس کی شفقتوں کا یہی بدلہ ہے کہ ہم دن رات میں کبھی بھی اوسکو یاد نہ کریں۔ کیا اوسکے سلوک اسی لائق ہیں کہ ہم اوسکو بالکل بھول جائیں۔ حاشا۔ اوسکے سلوک اوسکے انعام اس قابل ہیں کہ ہمارا ایک ایک بال ہزار ہزار زبان سے اوسکا نام دن رات لیا کرے تو بھی ہم اوسکے احسانوں کا بدلہ ادا نہ کر سکیں۔ یا اللہ ہم کو توفیق دے کہ ہم احسان فراموشی نہ کریں۔ تجکو محسن جانیں اور شکر سچیں۔

دہلی۔ ۱۷ جنوری ۱۹۵۵ء

کل جو تمہارا خط آیا اوس سے معلوم ہوا کہ تم تندرست نہیں ہو اور دماغ پر خاص اثر طبعی کی محنت کا ہے۔ مناسب بلکہ ضروری ہے کہ تم اپنے دماغ کو آرام دو۔ یونیورسٹی کے امتحان کا اس سال تھوڑا دیر کلاس میں نہ ہونا تمہارے لئے مفید ہو سکتا ہے اگر تم اس موقع کو اپنے کام میں لاؤ۔ کتاب بینی بہت کم کرو۔ اور روزانہ کرکٹ میں شریک ہو کر اور فیلو سیر کا استعمال



کر کے اپنی تندرستی میں ترقی کرنی کرو۔ یقین جانو کہ صحت کی طرف سے بے پروائی کرنی سخت مضر ہے اگر تم بے پروائی کرو گے تو کم کو بہت ہیشمانی ہوگی۔ اگر اس طریقہ متذکرہ بالا سے مناسب ترقی تمہاری صحت میں نہ ہو تو لازم ہے کہ تین مہینے کی خصلت لیکر کالج چھوڑ دو اور کتاب کا دیکھنا بالکل سوچ کر دو اور اپنا سارا وقت علاج و تفریح و حصول صحت جسمانی میں صرف کرو۔ اور اس مدت تین ماہ میں جہاں دل کو زیادہ خوشی ہو رہی ہو۔ اگر ڈاکٹر سفر کرنا سفید بتلائیں تو سفر کرو۔ اور ڈاکٹر مکندھال صاحب کے پاس آکر آؤ اور چپے اوٹھا سجالو کرو۔ ہرگز ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ تین مہینے کی خصلت تمہاری خواندگی میں مہلج ہوگی۔ فرض کیا جائے کہ اس خصلت کی وجہ سے تم سال اندہ میں بی۔ اے کا امتحان نہ دے سکو۔ تو بھی صحت ایسی قیمتی چیز ہے کہ اس کے قائم رکھنے کی واسطے دو سال تک تمہاری تھوڑی محنت کرنی زیادہ مفید ہوگی۔ غرض جہاں تک ممکن ہو تم اپنی صحت کی ترقی میں پوری توجہ کرو۔ اور کامل طور پر تفریح اور ترک مطالعہ اور محنت جسمانی سے اصلاح اپنی صحت کی کرو۔

اگر تندرست رہے تو لکھنا پڑھنا کام آئیگا اور جو خدا خواستہ صحت ہی نہ رہی تو تحصیل علم و ترقی لیاقت کے کیا فائدہ ہے۔ میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ جب قدر۔ بی۔ اے۔ کا امتحان کا فکر ہو اور اس قدر ترقی صحت کی فکر کرو۔ اور سب کام چھوڑ دو۔ یہ کام سب افضل اور اعلیٰ اور ضروری میرا اپنا تجربہ اس امر کی تائید کرتا ہے کہ سر میں تیل ڈالنا ضرور مفید ہے دماغی قوت ترقی کرتی ہے۔ زکام جلد بخد نہیں ہوتا۔ تم بھی سر میں تیل ڈالنے کی عادت ڈالو۔ اگر چند ٹو پیان تیل سے جلد خراب ہو جائیں تو بلا سے ہو جائیں۔ فائدہ تو ہوگا۔ کاپلی بھی نہ کرو کہ کون تیل ڈالے۔

میں فیلڈ سیرپ رنڈو نو وقت کھانے کے بعد چٹا ہوں اس سے دماغ میں تقویت کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اپنی صحت کے لئے جو نہایت قیمتی ہے ایسے کام استقلال سے روزمرہ کرنے انسان کو لازم ہیں۔

دہلی۔ ۲۸۔ جنوری۔ ۱۹۵۵ء۔

۱۔ اس وقت پچھلی رات کے چار بجے ہیں۔ دو موسم بتایاں میرے آگے۔ رات میں۔ میں تین بجے

سے جاگنا ہوں۔ افضل اور عزیز ہوتے ہیں۔ خورشید احمدؒ نام و نامہ میں جو مذکور ہے  
پانی گرم کر کے نازیون کو دیا ہے۔ گھر کے سب آدمی خدا کے فضل سے تندرست اور خوش ہیں  
جس کی آدمی سخت جاڑے کے دنوں کو بردہ مجوز کہتے ہیں۔ سال بھر میں سات دن ایسے آیا ہے  
ملک میں خیال کرتے ہیں آجکل وہ ایام بردہ مجوز دہلی میں ہیں۔ کئی دن بلبرہا اور دودن پادش بھی ملے  
ہوئی۔ اسلئے سردی ٹپک گئی ہے۔

کل تین بجے دن کو مولوی نذیر احمد اور منشی ذکار اللہ آئے۔ ایک گھنٹہ بیٹھے رہے پھر مولوی  
صاحب کی کھاڑی میں ٹیکہ لگ کر لوگ کشمیری دروازے اور لاہوری دروازے شہر جا رہے اور  
فتحپوری سے مین اور منشی ذکار اللہ واپس آئے۔ مین اور منشی صاحب نے تین بجے شام کو اکثر  
ساتھ پھرے جاتے ہیں اور غرس کے وقت پھر کر آتے ہیں۔ یہ تفریح اور ریاضت میری حالت  
کے لئے بہت نافع ہے۔

کل کی باتوں میں ایک کا تیسہ کافاسی کا فقرہ مجھے یاد تھا وہ مین نے پڑھا تو منشی ذکار اللہ اور مولوی  
نذیر احمد بڑی دیر تک ہنستے رہے۔ وہ مضمون لکھتا ہوں کہ کنگو بھی پڑھنے سے غلابا ہنسی آئی گی۔  
سلہ ایک لانا نام ہے۔

۳۷ شمس الملک مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی اور شمس الملک خان بابر مولوی محمد ذکار اللہ صاحب دہلوی مراد ہیں جو  
زمانہ لعلی سے والد کے ہم عصر اور پڑانے دوست تھے۔ ان دونوں صاحبوں کے علاوہ اس نے مین شمس الملک  
مولوی محمد حسین صاحب آزاد سے بھی (حبیب دہلی میں آئے تھے) اکثر محبت گرم رہی تھی۔ مولانا آزاد کے دو  
باہرہ خواہ اسی زمانے میں انھوں نے لاہور سے والد کو گھر تھے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

جناب من ادا م اللہ مجدک العالی۔ تسلیم شرمندہ ہوں کوئی دن سے حرمت اسد پھونچا ہے اور جو آپ  
نہیں لکھ سکا۔ کیا کون۔ آپ کے لئے خاکینے کو وقت پاس ہے۔ اور دل کے لئے کیفیت خاص پاس ہے۔ نیز  
عالم کو وقت تنگ اور دل تو رہا ہی نہیں۔ گیارہ بیٹے سے اینٹ پٹی کے ڈھیر مین دیا تھا۔ خدا خدا کر کے  
نکلا ہوں۔ اور مکان اتنا ہو گیا کہ کتا مین لاکر رکھ دی ہیں۔ فرستہ بنا رہا ہوں۔ اس سان کام کو آپ

اور اپنے ملاقاتیوں کے سامنے بیان کرنے سے دوبارہ ہنسنے کا موقع مل گیا۔

ایک کا بیٹہ نے اپنے باپ کی فارسی دانگی کی طرح میں بہت سبالتہ کیا اور اپنے کلام کی تائید میں ایک فقرہ اپنے باپ کی تحریر کا پڑھا۔ وہ فقرہ ایسا ہی کہ اگر طلباء بی اے کے امتحان میں آئے تو غالباً اس کے معنی بیان نہ کر سکیں گے فقرہ یہ ہے کہ ”پدر بندہ در یک و نیم نشسته غنچه می کشد“ ترجمہ اس فقرہ کا یہ ہے کہ بندے کے والد ڈیوڑھی میں بیٹھے ہوئے کالی (مقہ) پی رہے ہیں۔ اس میں ڈیوڑھی کی فارسی بہت مزہ دار ہے اور یہ اسے تائید جو کہ ایک نئی دکان لگائی ہو وہ اور بھی غضب دہانی ہے۔ غنچہ سے مقہ مراد لینا بھی بہت پُر لطف ہے۔

شکر گو ایار۔ ۲۵۔ مارج۔ ۱۹۸۹ء

اس وقت میں خوش ہوں۔ اور امید ہے کہ تمہارے امتحان بی اے۔ کی کامیابی کی خوشخبری سنوں۔ خوشی کا سبب یہ ہے کہ اس وقت چھ سو روپیہ میرے پاس ریاست سے اس حکم سے آئے کہ جب تک کوئی خاص حکم میرے لئے تجویز ہو۔ یہ ریاست کی طرف سے مہمانی ہے اس ریاست میں دستور ہے کہ مہمان کو پوسیدہ خوراک یا قیمت خوراک ملتی ہے جسکو پیشا کہتے ہیں

طبیعت کے آپ شکل کر لیا ہے۔ ہر کتاب کے سامنے نام صنف اور خانہ کیفیت میں اس کا خلاصہ مطلب اور اسال تصنیف وغیرہ بھی لکھا ہوں اس کے بہت دیر لگتی ہے خیر امید ہے بھی آسان کر گیا۔ ابھی میں نے کسی کو اخبار بھیجنے کو نہیں لکھا مگر حسبِ وطن تحریک کر کے اہل مطالب سے بارہ چودہ اخبار بھی بھیجوانے لگی ہے۔ پیسے اور اسکے باب میں اکثر مضامین بھی میں نے دیکھے۔ اصل مطلب بہت خوب تھا۔ مگر معاملہ ذرا تیز لگ گیا۔ ایک پہلو بہت خوب ما۔ دوسرا پہلو مگر گلیا۔ اب آپ سمجھ لیجئے۔ میری ناقص سہ تو یہ ہے۔ خدا جانے آپ کی کیا آہو چند مسلمان ایک ہو کر شیر و شکر تو نہیں ہو سکتے مگر ایسی حالت پسند کرنے میں خوبی کیا ہے۔ انشاء اللہ گت ستمبر میں میں بھی آؤں گا۔ زبانی تو ہزار عد باتیں ہیں۔ گستاخ شکل ہے۔ مولوی نذیر احمد نے جواب دیا پھر بھی سلام نیاز تو کدیر جیگا۔ آپ کے بھائی صاحب نے تصویروں کی خبر بھی نہ لکھی۔ خدا خوش رکھے۔ فرست سے خارج ہوں تو دوبارہ اگر یہی خبروں۔ اسے پڑھا تو اسی کا ہوا جو لگا۔ بس حضرت اب پھر بھی



لشکر گویا - ۲۳ - اپریل - ۱۹۷۹ء

آج تمہارے خط کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تمہاری یہ تمنا پوری ہوئی کہ گورنمنٹ آف انڈیا اسکالرشپ کے لیے تم منتخب کئے گئے۔ ملے۔ تم پہلے صاحب کو مطلع کرو کہ میں ولایت جانے کو تیار ہوں اور بسم اللہ فجر ہمارا مدرسہ لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سوار ہو جاؤ۔

وائٹ صاحب کو میری طرف سے شکریہ لکھ بھیجو اور یہ بھی کہ سارے خاندان کی اسے جناب کی اسے سے متفق ہو کر یہ امر قرار دیا گیا ہے کہ مکمل روانہ انگلستان کیا جائے۔ واقعی انگلستان جانے سے روکنا آئندہ کی ساری بہبود اور امیدوں کا خون کرنا ہے۔

نواب ملک اسکو کے سرکاری کی چھٹی کا یہ جواب لکھ بھیجو کہ آپ کی قومی سترت و عزت افزائی کا شکریہ اس وقت تحریری پیش کرتا ہوں اور پھر حسب طلب حاضر ہو کر بھی دوبارہ شکریہ ادا کر دوں گا۔ یکم اگست - ۱۹۷۹ء - از لشکر گویا -

اس وقت چار بجے ہیں اور نہایت خوبصورت ابر آسمان پر ہے۔ ابر کی ایک سیاہ گنگھو چادر آنکھوں کے سامنے ہے جسکے دیکھنے سے دل کو سترت ہوتی ہے۔ عجب نہیں کہ ابھی برس پڑے

جناب مولوی صاحب قبلہ و کعبہ۔ آداب نیاز کے بعد گزارش ہے کہ اس سے پہلے ایک عرصہ خدمت سامی میں ار سال لگا ہوں۔ اُسید ہو کہ پہنچا ہو گا۔ اب گورنمنٹ گزٹ آف انڈیا میں بلکہ نام ہندوستان کے اخبارات میں ایک نہایت عمدہ خبر لکھی اور وہ یہ ہے کہ ایک نہایت لائق مسلمان آف آباد یونیورسٹی کے بی۔ اے کے امتحان میں تمام امیدواروں پر فوق لے گیا۔ اور وہ کون تھے میرے دوست اور آپ کے تحت جگر محمد علی صاحب اسل سیانی پر تیر دل سے آپ کو بلکہ تمام مسلمانوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور خدا اسے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے صاحبزادے کو ولایت جا کر بھی ایسی ہی کامیابیاں حاصل ہوں۔ فقط۔ نیاز مند عزیز مرزا ازبید آباد دکن۔ چادر گھاٹ۔ ۸۔ مئی۔ ۱۹۷۹ء۔

ملے۔ یہ اسکالرشپ دس گیارہ ہزار روپیہ کی مالیت کا کیمبرج یونیورسٹی میں میں ال تک پڑھنے کے لئے ملا تھا اسکے عطا ہونے سے پہلے میں نے ہند کیٹ میں پیش کرنے کے لئے متعدد آسناد بھیجی تھیں

ایک چھوٹا سا پرنس مین بنوایا ہوا دوسرے مین آج پھولوں کے درخت لگائے ہیں اوس پر اس ابر کا  
آنا میری خوشی کا شگون ہے۔

روپیہ بڑی چیز ہے اور ساری خوشیاں روپے سے حاصل ہوتی ہیں۔ روپے کے لئے دیں  
پر دیں کیا جاتا ہے۔ روپیہ کمانے کے لئے آدمی کو چاہئے کہ کھانا۔ پینا۔ نیند۔ آرام۔ بھائی بند۔  
رشتہ دار سب کو چھوڑ دے۔ جب روپیہ کمانے کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ تو پھر سب چیزیں  
خوشی دیتی ہیں۔ روپیہ آتا ہے تو سب پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ روپیہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔  
روپیہ جو تو سب کہتے ہیں کہ کچھ محبت ہے۔ روپیہ نہ تو کوئی منہ نہیں لگاتا۔ مین نے دیکھا ہے کہ روپیہ  
ہو تو لوگ دلی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ زبردستی رشتہ دار بنے جاتے ہیں۔ خدمت کرنا  
تیار ہوتے ہیں۔ تابعداری کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی غلام بننے کو تیار ہے۔ کوئی لونڈی بننے کو بچوڑ  
ہے۔ یہ سب کرامات روپیہ کی ہے۔ وہ نہ تو کوئی کوڑی کو نہیں پوچھتا۔

اور بغیر محنت کے اور تکلیف اور ٹھائے روپیہ نہیں ملتا۔ لیکانے چھوٹ جاتے ہیں  
وہ اکثر انگریزی میں تھیں گرا ایک دو سند عطیہ شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکا اللہ صاحب جو اردو استاد  
میں سب زیادہ قابل قدر تھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

حضرت امین جب میں میونسپل کالج آباد میں پروفیسر تھا تو مجھ سے فارسی زبان ایف۔ اے  
کلاس کی محمد احمد نے پڑھی تھی۔ اس زبان میں وہ اپنے سب ہم سبق طالب علموں پر بہت رکھتے تھے۔  
مجھے باوجود کہ وہ مور کا مچ کے ششماہی اور سالانہ امتحانوں میں اول نمبر اپنی جماعت میں رہتے تھے۔  
فارسی زبان میں ایسی استعداد و قابلیت انگریزی و فن طلبہ کی کہ مکر ہوئی ہے جیسی انکی ہے۔ یہ عربی زبان  
بھی کچھ واقف ہیں۔ ان کے اخلاق و عادات نیکیاں ادا کرتے ہیں۔ ان کے والد مولوی محمد کریم بخش صاحب مشہور  
نیظام لائق کار گزار ملازم گورنمنٹ تھے۔ جنہوں نے تفریات ہند کا ترجمہ کیا۔ اودیس برس کی ملازمت کے  
بعد سات سو روپیہ کی ڈپٹی کلرکی سے پنشن پائی۔ ان کے چچا مولوی عبدالوحید اب بھی مین پوری میں  
ڈپٹی کلرک ہیں۔ محمد کا ولادت ۱۸۔ اپریل ۱۳۵۱ء۔

راتون کو چراغ کے سوا کوئی پاس نہیں ہوتا۔ خون اور پانی محنت سے ایک ہر جاکھری۔ پشانی کا پسینہ ایڑی پر آتا ہے۔ تب روپیہ کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ البتہ جو لوگ اس طرح روپیہ کے سر رہتے ہیں اور روپیہ کمانے پر محکک جاتے ہیں خویش و یگانوں کو چھوڑ کر پردیس نکل جاتے ہیں رات دن کمائی کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اونکی مدد کرتا ہے۔ اور اونکی آرزو میں پوری کرتا ہے۔ روپیہ دلو آتا ہے۔ دل شاد کرتا ہے۔ تب لوگوں کے دلوں میں آبرو ہوتی ہے۔ سب وقعت کی غما سے دیکھتے ہیں۔ محنت کا پھل ملتا ہے۔ خوشی کا مزہ آتا ہے۔ اور وہ مزہ عجب مزہ ہوتا ہے۔

شکر گو ایار۔ ۱۲۔ ستمبر۔ ۱۸۸۹ء شمع۔

۱۱۔ ستمبر کو تھار اخطا عدن سے ۲۔ ستمبر ۱۸۸۹ء کا لکھا ہوا ملا۔ میں نے پڑھ کر اس وقت دہلی کو روانہ کر دیا۔ اگرچہ تم نے وہاں بھی خط بھیجا ہے لیکن اسکے پڑھنے سے دوبارہ خوشی تمھاری والدہ کو ہوگی۔ اول تین روز جو تھوکتلی کی تکلیف جہاز میں رہی اسکی نسبت لکنا کہ پھر تو نہیں جوئی

۲۵۔ ستمبر ۱۸۸۹ء شمع از شکر۔

اس وقت تمھارا دوسرا خط سوئس سے آیا جو ۷۔ ستمبر کا لکھا ہوا ہے۔ امید ہے کہ تم ۱۴ ستمبر تک لندن پہنچ گئے ہو گے۔ لکنا کہ تھوکیا کیا ضروری مصارف جاتے ہی پیش آئے۔ مکان آباد کا لگایا۔ اور سب امور ضروریہ کا بند و بست ہو گیا یا نہیں یقین ہے کہ وہلی تک روپیہ آسانی وصول ہو گیا ہوگا۔ آئندہ تم اپنا حساب کیمرن میں کسی تک سے رکھو گے یا خاص لندن میں۔ اپنے پاس صرف بقدر ضرورت روپیہ رکھنا چاہیے۔ باقی روپیہ کسی ستمبر تک میں رکھنا مناسب ہے کہ کچھ خطرہ نہ رہے۔

یہ خط ہنری ایس کنگ کپنی کے پتہ سے لندن بھیجا ہوا ہے۔ جیسا تم نے پچھلے خط میں لکھا ہے۔

۵۔ فروری۔ ۱۸۸۹ء شمع از شکر۔

میں یکم فروری کو ۹ بجے شب کے یہاں سوچا۔ اب اچھا ہوں۔ دروسینہ نے بہت نقیر کر دیا

۲۰۔ ستمبر ۱۸۸۹ء سے ۳۱ جنوری ۱۸۹۰ء تک دہلی میں رہا اور بیماری کے سبب خانہ نشین تھا

میرے اس قیام دہلی کے زمانے میں چند صدے ہوئے۔ ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۷۰ء کو ڈاکٹر کنڈ لال نے اگرہین قضا کی۔ وہ مجھ سے چار سال چھوٹے تھے۔ اونکی ہمدردی اور محبت ساری عمر میری راحت رسان رہی۔ اونکی موت کا مجھ کو بہت ہی صدمہ ہی۔ اور کئی دن تک اس صدمہ کا اثر یہی دل پر بہت رہا۔ پھر اور چھوٹے صدمے بھی تکلیف دہ ہوئے۔ بہر حال شکر ہے کہ اب وہ حالت نہیں رہی۔ عزیزوں کے حالات بدستور ہیں۔ اور سب بلکہ خیریت ہی۔

مجھے اس امر کی تلاش رہی اور اب بھی ہے کہ کوئی نیک صحبت ایسے میسر آئے کہ اس سے منہم حقیقی کی پاس گزاری کا شوق دل میں پیدا ہو۔ میری دانست میں یہ بڑا فرض انسانی ہے کہ اپنے حقیقی محسن سے محبت ہو جائے اور اونکی اطاعت و محبت سے کیجائے اور اونکی محبت مرتے دم تک دل میں ترن کرتی رہے۔ دنیا میں ایسے نیک آدمی ہیں جو محبوب کی محبت رکھتے ہیں اور اس بڑے آفاقی خدست محض اس وجہ سے کہ عبودیت کا حق ہے دلی شوق و محبت کرتے ہیں لیکن ایسے لوگ بہت کمیاب بلکہ نایاب ہیں اور چھپے رہتے ہیں۔ انظار میں اونکو تکلیف ہوتی ہے اسلئے اونکی صحبت میر نہیں آتی۔

شکر گو الیار۔ ۱۹۔ فروری سنہ ۱۹۰۹ء

تمہارا اچھا خط چنچنبہ کو آیا تھا۔ اور کرنل ٹرن صاحب کی چٹھی بھی اوسی دن آئی تھی۔ جس میں تمہارے جانے اور اون سے ملنے کا حال لکھا تھا۔ میں ابھی گو الیار میں ہوں اور یہاں میرے مستقل قیام کا تصفیہ جلد ہو گیا ہے۔ یہاں کی خاک و انگیر معلوم ہوتی ہے کہ جانے نہیں دیتی۔ یہاں کی آمدنی نے تمہارا صرفہ بھی سہل کر دیا ہے۔ سر جی۔ لڈ فٹنر جی۔ لڈ صاحب کے ذریعے سے موقع مناسب پر سرکری ہند سے تعارف پیدا کرنا تمہارے لئے بہت نافع ہوگا۔ اونکی تدبیر ضرور کرنا بلکہ اعلیٰ نام گروہ سے جو ہندوستان کے نظم و نسق میں فعل و کفایت شناسائی اور ارتباط پیدا کرنا مناسب ہے۔ شناسائی اور ارتباط کے بعد خود بخود بلا درخواست نفع حاصل کرنے کی صورتیں مل آتی ہیں۔



اب یہاں گرمی پڑنے لگی ہے۔ دو دن سے کوٹھے کی چھت پر بھوک رات کو سوتے ہیں  
کل غریب آئے تھے۔ خیال ہوا کہ گولڈن مین نہ ملتے ہوئے لکنا کہ وہاں کیا کیا تازہ ہو  
کھانے کو ملے ہیں۔

شکر ۲۴۔ فروری ۱۹۷۹ء

میری حالت بدستور ہے۔ اور میں خوش ہوں۔ تم نے لکھا تھا کہ عاقبت کے خیالات سے  
بہت بے پروائی ہے۔ بہتر ہو گا کہ تصوف کی کتابیں دیکھو۔ سب سے اہم ابراہار۔ مقالات صوفیہ  
فوائد الفواد۔ مذاق العارفین۔ ترجمہ احیاء العلوم عمدہ کتابیں ہیں۔ اسید ہی کہ ان کے دیکھنے  
سے دل متوجہ الی اللہ ہو۔ یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کے انعام بے شمار و بے حد ہیں  
وہی رزق دیتا ہے۔ اوی نے تندرستی عطا کی۔ ہزاروں لاکھوں سے بہتر حالت دی۔ اس  
راحت سے زندگی بسر ہوتی ہے کہ لاکھوں اس حالت کی تمنا کرتے ہیں۔ پھر جو ایسا نعم۔ ایسا نعم  
ایسا آقا ہوا کی طاعت نہ کرنی اور اس کی خدمت میں حاضر نہ ہونا سخت کفرانِ نعمت ہے۔ کیا یہ ہم آقا  
ہی کہ ہم۔ و کفرانِ نعمت کریں اور اس کی شفقت برابر قائم رہے۔ روز وہی نعمتیں عطا کئے جائے  
وہی راہیں دیئے جائے۔ وہی عزت قائم رکھے۔ وہی تندرستی برقرار رکھے۔ ہمارے عصیان و  
نافرمانی پر کوئی سزا نہ دے۔ جب ہمارا آقا ایسا ستارہ محبوب ایسا رحیم و کریم ہی تو ضرور لازم ہے کہ  
ہم اس کا نام لیں۔ اس کی تعظیم کریں۔ اس کا ادب کریں۔ اس کو اپنا مالک جانیں اس کو رزاق سمجھیں  
وہ ہماری بندگی کا خواستگار نہیں اس کو ضرورت نہیں کہ ہم نماز پڑھیں یا روزہ رکھیں۔ لیکن ہر ضرورت  
ہی کہ ہم اپنے محسن کا احسان مانیں۔ اپنے منعم کے انعام کا اقرار کریں اور پاس گزار ہوں۔ اپنے  
آقا کی خدمت میں حاضر ہو کر عاجزی و ادب اپنی عبودیت ظاہر کریں۔ نماز سے یہی مطلب ہی  
کہ ہم اپنے آقا کے حضور میں حاضر ہو کر بہ کمال ادب اس کے سامنے سر جھکائیں۔ اپنے بندہ  
و غلام و مملوک ہونے کا اقرار کریں۔ اس کی عظمت و جلال کا تصور کریں۔ اپنی بیکسی و عاجزی کو

ملہ یہ ظاہر ہے چچا مولوی عبدالرحیم صاحب دینی لکٹر مین پوری کے نام والد نے لکھا تھا۔ محمد احمد۔

نظارہ کریں اور یہ سارے کام نہ اسلئے کریں کہ ہرکو بہشت ملیگی یا دوزخ سے نجات ہوگی بلکہ اسلئے کریں کہ وہ ہمارا آقا و منعم و محسن ہو۔ رات دن بلکہ ہر لحظہ و ہر دم اسکی نعمتیں ہم کو اسقدر ملتی ہیں کہ ایک نعمت کا بھی ہم سے شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ ہم پر واجب ہے کہ اسکی تعظیم کے لئے ہر چیز رکوع کریں۔ سجدہ تعظیم بجالائیں۔ بلکہ زیادہ توفیق ہو تو اپنی نافرمانیوں اور عصیانوں کو یاد کر کے اسکے سامنے روئیں اور گناہ گرانہیں اور اپنی مغفرت کے خواستگار ہوں۔ پچھلے سماحی سے توبہ کریں۔ آئندہ عبودیت کا حق ادا کرنے کا سچا وعدہ کریں اور اسکے ایفا کے لئے دعا مانگیں۔ دل سے آقا کی خدمت اور اس سے محبت کرنی سود مند ہوتی ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ ہر وقت جب دنیا کے کاموں سے فراغ ہو تو اسکی غفلت و جلال کا تصور کرتے رہیں اور دل سے اسکا نام بکمال تعظیم و ادب زبان پر لائیں۔ اور اسکے لئے کوئی ضرورت نہیں کہ با وضو ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ با وضو ہو کر اسکا نام لینا زیادہ تعظیم ہے۔ لیکن اپنی فراموشیوں کو روحانی امور کو بدن کی پاکی و ناپاکی سے چند ان حلق نہیں۔ اپنے مالک کا نام ہر وقت زبان پر لانا ہر وقت ولی میں اسکی غفلت کا دھیان کرنا شان عبودیت کے لائق ہے اور اس طرح جو کوئی اسکے نام کو ہر دم زبان پر لاتا رہے اسکی غفلت کا تصور دل میں کرتا رہے رحمت اسکی و شگیری فرماتی ہے اور دل کو قوت و شوق عبادت عطا کرتی ہے۔

اسکی رحمت پر غور کرنا چاہئے کہ اسنے کیسی سہل شریعت ہو کہ تلوادی ہے۔ ذرا اسی بیماری کے اندیشے میں بجائے وضو و غسل کے ہو کہ تیمم کا حکم دیدیا۔ اگر کھڑے ہو سکیں تو بیٹھے بیٹھے نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔ ننگے سر بغیر ٹوپے لباس کے بغیر یا نماز کے اگر ہم اپنا سر خاک پر رکھیں اور اپنی پیشانی اسکے سامنے رکھیں تو وہ دل سے ہماری محنت کی قدر فرماتا ہے ہماری طاعت و خدمت سے خوش ہوتا ہے۔ ہمارے گناہ معاف فرماتا ہے۔

شکر - ۳ - ایچ - سہ ماہی - ۱۹۷۹ء

اس وقت میں نے اخبار میں ایک لڑکے کا حال پڑھا۔ بے اختیار دل میں آیا کہ تم کو اس کا حال لکھوں  
چار سو برس ہوئے ہنری چارم بادشاہ انگلستان کے زمانے میں ایک لڑکا جس کے نام باپ مر گئے تھے  
اپنے چچا کے پاس ایک گائون میں رہتا تھا۔ لڑکے کا نام چرڈ ونگٹن۔ اس کا چچا غریب آدمی تھا۔ کھانا  
کپڑا جیسا غریب میں میسر آتا تھا لڑکے کو ملتا تھا اور کسی قسم کی فراغت اور سکون حاصل نہ تھی نہ پڑھنے لکھنے کا  
سامان قابل اطمینان تھا۔ یہ لڑکا سکین اور نیک ملن تھا۔ گھر میں کچھ پڑھنا لکھتا رہتا تھا۔ اور سواے اسکے  
اور کوئی شوق اور سکون نہ تھا۔ لڑکوں کی صحبت اور سکون پسند نہ تھی۔ اپنی کتاب سے محبت رکھتا تھا اور بس۔  
جب پندرہ برس تک ہوا تو اپنی حالت پر غور کرنے لگا کہ بیان رہنا مفید نہیں چلو لندن میں ملین۔ وہ  
بڑا شہر ہے وہاں نوکری کریں۔ چچا کے اوپر جو ہمارا بار ہے وہ بھی بتا رہا ہے اور خدا کرے تو ایسی نوکری  
مل جائے کہ ہم بڑے آدمی ہو جائیں۔ یہ ارادہ مصمم کر کے اپنے کپڑوں کا بیگ کندھے پر لیا اور پیادہ پا  
لندن کو روانہ ہوا۔ کئی دن کے سفر میں لندن کے قریب پہنچا۔ وہاں تھکا ہارا سڑک کے کنارے  
بیٹھ گیا۔ شہر کے دروازے کے پاس ایک گھنٹہ کسی گرجا کا بجنا اس گھنٹے کی آواز سن کر دل میں کہنے  
لگا کہ ہر آواز یہ کہتی ہو کہ آؤ چرو لندن کے انیہ بنو۔ انسان کے دل میں جو خیالات ہوتے ہیں وہ  
اونہیں خیالات کی آواز ہر چیز میں سنتا ہے اور اپنے خیالات میں ایسا محو و دیوانہ ہو جاتا ہے کہ اور کسی  
بات کا دھیان اور سکون نہیں آتا۔ اسی حالت میں اور کو اپنی بکسی کا خیال آیا اور سوچنے لگا کہ بیان نہ کوئی  
میرا بزرگ ہونے دوست نہ عزیز کیاں جاؤں کہاں رہوں کس سے نوکری کو کون۔ اپنی مغلی اور  
بکسی کا خیال کر کے رونے لگا۔ اور تھوڑی دیر رفتار ہا کبھی گھر کو واپس چلنے کا خیال آتا تھا۔ اور  
دل میں کہتا تھا کہ اگرچہ چچا کے گھر میں بیکو کوئی خوشی نہیں۔ لیکن جب دل گہرا تیری تو والدین کی قبر پر جا کر  
بیٹھا ہوں اور ان قبروں کے دیکھنے سے دل کو تسلی ہوتی ہے اور ان قبروں پر بیٹھ کر رونے سے دل  
کچھ تسلی ہو جاتی ہے۔ اس شہر میں تو وہ قبریں بھی نہیں جہاں دل کو تسلی ہو۔ انہیں خیالات میں تھا کہ  
سلا۔ یہ خط میرے چھوٹے بھائی محمد شمس الدین کے نام تھا۔ محمد احمد

گریہ کا گھٹنہ پھر بجا در پھر اوسے وہی خیال پیدا ہوا کہ یہ آوازیں کبہ ہی ہیں کہ آؤ چر و لندن کے اسید بنو  
 ان خیالات نے پھر اوسکے دل کو تازہ کیا اور وہ اُسٹر کر شہر کو چلا۔ شہر میں پہونچتے ہی ایک بڑے  
 سوداگر کی دکان نظر پڑی۔ اوس دکان میں چلا گیا۔ سوداگر تنہا بیٹھا تھا۔ اُس نے جھک کر اوسے  
 سلام کیا اور اوس سے اپنی ساری کیفیت بیان کی کہ یتیم اور غلس ہوں۔ نوکری کے ارادے سے  
 یہاں آیا ہوں۔ سوداگر نے اوسکی تقریر جس سے سیکنی۔ نیک چلنی اور اب ظاہر ہوتا تھا غور سے  
 سنی اور سُن کر کہا کہ میں تم کو نوکر رکھ لیتا ہوں۔ کھانا کپڑا دینا۔ اگر تم نے دیانت اور امانت اور منہ سے  
 اپنا کام کیا تو کچھ تنخواہ بھی تمھاری کر دوں گا۔ چرڈیہ سنکر خوش ہو گیا اور عرض کی کہ بہت اچھا آپ میرا  
 کام دیکھیں۔ اب چرڈو سوداگر کی دکان میں رہنے لگا اور تین باتیں غور کر کے اپنے دل میں سوچ  
 لیں۔ اول یہ کہ ایمانداری سے کام کروں گا۔ دوسرے جفاکشی سے کام کروں گا۔ تیسرے آقا اور آقا  
 کے خاندان کی خدمت نیک و نیک نیتی سے ادا کروں گا۔ چنانچہ ان تینوں باتوں کو اوسنے پوری  
 ایمانداری و محنت و دلسوزی سے ادا کیا اور اوسکی سیکنی اور نیک روز روز اوسکے کام سے ظاہر  
 ہونے لگی۔ اسوجہ سے سوداگر کی محبت اوسکے ساتھ بڑھتی گئی۔ سوداگر کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ ایک  
 بیوی تھی اور ایک لڑکی۔ سوداگر کی بیوی بھی چرڈ کا چال چلن و محنت و دلسوزی و ایمانداری دیکھ کر  
 اوسکے ساتھ ایسی محبت کرنے لگی جیسے اپنی اولاد سے کرتے ہیں۔ آخر کئی سال کے بعد سوداگر اؤ  
 اوسکی بیوی نے یہ صلاح کی کہ یہ چرڈ بڑا نیک و جفاکش و محنتی لڑکا ہے اور ہمارا دل سے خیر خواہ ہے  
 اس سے بہتر کچھ داماد نہ ملے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی چرڈ سے کر دی۔ اب چرڈ  
 کی حالت بدلی۔ وہ دکان میں شریک اور مالک بن گیا۔ اب اوسنے سوچنا شروع کیا کہ اب تک میں  
 نوکر تھا۔ نوکری کا حق یہ تھا کہ میں ایمانداری سے آقا کے مال کی حفاظت کروں اور اون کے فائدہ  
 کے لئے کوشش کروں اب تو میرے آقا اور اوسکی بی بی نے مجھ پر بہت ہی بڑا احسان کیا کہ مجھ کو  
 اپنا فرزند بنالیا۔ مجھ کو لازم ہے کہ پہلے سے زیادہ اوسکی خیر خواہی کروں۔ اور جیسا بھر وسد انہوں  
 نے مجھ پر کیا ہے اوسکا سچا اپنے تین ثابت کر دکھلاؤں۔ میں جس قدر زیادہ محنت اور ایمانداری

سے دکان کا کام کرونگا اوسے قدر اونکو میرے ساتھ محبت زیادہ ہوگی اوجس قدر یہ دونوں میرے ساتھ محبت زیادہ کریں گے اوسے قدر میری خوشی زیادہ ہوتی جائیگی۔ اس خیال کو خوب حکم کر کے اوسنے سوواگر سے کہا کہ اباجان آپ زیادہ تکلیف دکان کے کام میں نہ اٹھائیں۔ میں یہ سارا کام کرونگا۔ آپ اوپر کی نگرانی رکھیں۔ اوجس کام میں میری ناتجربہ کاری سے بھکوصلاح و بشوہ دینا مناسب سمجھیں اسکے مطابق مجھے ہدایت فرمائیں انشاء اللہ میں اوسکی مطابق کام انجام دوں گا۔

تقدہ مختصر یہ کہ چرڈ مالک کی طرح دکان کا کام کرنے لگا۔ محنت اور تندی جو اوس بڑے کام کے لئے ضروری تھی اوسکا وہ پہلے سے عادی تھا۔ ہر ایک نوکر کے ساتھ نرمی و محبت کا برتاؤ کرنا۔ سارے ملازمین سے کام مختص لینا۔ آمدنی و خرچ کا حساب اپنے ہاتھ سے لکھنا۔ مال اور روپیہ کی حفاظت قرار واقعی کرنی۔ اہل معاملہ سے ایمانداری کے ساتھ معاملہ کرنا اسکا شعار تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اسکی نیک نہادی و صداقت اور راست معاملگی شہر کے تمام سوواگروں میں مشہور ہوگئی اور اوسکا شہرہ امیرون میں پھیل گیا۔ اکثر اُمرا اوسکی دکان سے اسباب منگاتے۔ اور جو ضرورت ہوتی اوسکی دکان پر فرمائش بھیجتے۔ اوسکی دکان اسقدر بڑی اور آمدنی اسقدر زیادہ ہوتی کہ تمام شہر میں اوسکی برابر کوئی دکان نہ تھی۔ چرڈ کی دولت اور آسودگی بھی بہت زیادہ ہوگئی۔ مکانات۔ دکانات۔ جائداد کی یہ کثرت ہوتی کہ ہر کام کے لئے جدے جدے گماشتے بڑی بڑی تنخواہوں کے نوکر تھے۔ جب اوسکی آسودگی اور نیکی اور انصاف پسندی اور ایمانداری کا اسقدر چرچا پھیل گیا کہ بادشاہ ہنری چارم کے دربار میں اکثر امیرون نے اوسکی تعریف کی تو بادشاہ کے دل میں اوسکی عظمت پیدا ہوئی۔ ایک عہدہ شہر کے انتظام کا تھا جس پر امیر اعلیٰ مقرر ہوتا تھا۔ اور اوسکو اتنا بک لارڈ ویر آف لندن کہتے ہیں وہ خالی ہوا تو بادشاہ نے چرڈ ویکٹن کو اوسپر مقرر کیا اور اس طرح وہ تیسرے بیٹھنے والے اور بیکسی کی جگہ سے اپنی نیک نہادی۔ محنت۔ جفاکشی۔ ایمانداری کی بدولت اوس رتبہ پر پہنچا۔

اس خط کو نقل کرلو۔ سب بھائیوں کو دکھاؤ۔ اور چرڈ کے اوصاف اختیار کرو۔

چہار شنبہ ۴- جون ۱۹۹۰ء

منشی نجم الدین نے ۱۳- مئی ۱۹۸۸ء سے پنشن لے لی ہے۔ وہ اور مولوی گل حسن عید کے دوسرے دن مولوی سلیم الدین خان کے صاحبزادے رضی الدین خان کے سوگم میں دہلی آئے تھے۔

رضی الدین خان عید سے ایک دن پہلے فوت ہوئے۔ یہ موت سخت ہوئی۔ رضی الدین خان مولوی سلیم الدین خان کے راکھوتے بیٹے اور خوشنویسی میں شہر میں تھاتھے۔ میر نے اوستاد مولوی سبحان بخش بھی ۲۲- رمضان ۱۳۸۸ھ کو فوت ہوئے۔ انہی سال سے تجاوز کر گئے تھے منشی ذکار اللہ کے پچھلے خط میں مولوی محمد حسین آ۔ او کا ایک مضمون بطور استغفار ملفوف تھا جس سے آذاد کے مجنونانہ خیالات ظاہر ہوتے تھے۔ افسوس کہ ایسا لائق آدمی مجنون ہو گیا۔

اب مکھو سے قانون کے اور تو کچھ پڑھنا نہیں پڑتا۔ قانون کا امتحان کب کب ہو گا۔ زمانہ امتحان پیرسٹری اور امتحان کیمرن یونیورسٹی کی قانونی ڈگری کا ضرور الگ الگ ہو گا۔ تم کو کب تک فراغت ہوگی۔

تمہارے آنے تک غالباً سرائے کلینڈ کالون فٹسٹ گورنر رہینگے۔ اگر ممکن ہو تو اون کے کسی دست یا عزیز کی چٹھی بھی اونٹنے نام کی لیتے آنا۔

سور وہ پہ کابل آف کسپیچنگ دہلی تک سے لیکر بھیجا جاتا ہے۔ تاریخ طبری کے جو نو حصے ہالینڈ میں چھپکر تیار ہو گئے ہیں یہ او کی قیمت ہے۔ خرید کر میرے نام بمقام گوالیار روانہ کر دو۔

۱- دسمبر ۱۹۹۰ء

ایک انگریز ڈبلیو ایچ کوکیم بی۔ اے۔ سائٹریڈ الٹ لور پول نے جو مسلمان ہو گئے ہیں ایک سالہ عقائد اسلام پر لکھا ہے۔ وہ تم نے دیکھا ہی یا نہیں نہ دیکھا ہو تو اس کو ضرور دیکھو۔ اس رسالے کا اردو ترجمہ میرے پاس آیا ہے جی جانتا تھا کہ تمہارے دیکھنے کو بھیج دوں۔ مگر یہ خیال آیا کہ انگریز زبان میں اہل کتاب کا بھینسا کون زیادہ خوشی دیکھا۔ مصنف کے پاس سے وہ رسالہ منگا کر ضرور دیکھو اور یہ بھی لکھو کہ علاوہ مصنف رسالے کے اور کتنے انگریز لور پول میں مسلمان ہو گئے ہیں۔ مناسب ہے

کہ ساتھ ستر انگریز وہاں مسلمان جو بچے ہیں اور اور ہوتے جاتے ہیں۔

مستعبر خبر سے معلوم ہوا کہ ستر کراستھو سیٹا ممبر کونسل کلکتہ انجینٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا مستعبر ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ولایت میں ادھار سوخی زیادہ ہے۔ اگر ادھار دوسٹون یا شہرہ دار کے ذریعے سے اون سے راہ و رسم ہو سکے تو اسکی ضرورت کو شش کرنا۔

اسوقت دہلی سے حافظ مصطفیٰ آتے ہیں۔ گھر سے خط اور گاجر کا طوا لاتے ہیں۔ اس طوا کو دیکھ کر تم یاد آتے ہو۔ ولایت میں بیان کی سی گاجر کمان اور طوا سے گاجر کمان۔ شکر گوالیار۔

انسانی زندگی اور خصوصاً زمانہ طفلی کے متعلق کچھ حالات اس خط میں لکھتا ہوں۔ ان صفحا میں کو ایک سادی کتاب میں نقل کر لیا کرو۔ شاید آئندہ تمہارے کام آئیں

جب بچہ ساتھ سال ہو جاتا ہے تو اس میں قابلیت استعدا آجاتی ہے کہ اسکی تعلیم شروع کی جائے۔ پہلے الف بے اس حکمت سے پڑھائی جائے کہ پڑھنے کو بچہ کھیل سمجھے اور جب تک اسکا جی لگے اور سبقت تک بتلایا جائے۔ شاید دن میں دس بار پڑھانے سے ایک ایک لمحہ اسکا جی لگتا ہے۔ ایک دو حرف اس سے دس پانچ دفعہ کہلو اسے اور چھوڑ دیا۔ پھر وہی حرف تھوڑی دیر تک دوسرے وقت یاد کر اسے اور اس سے شناخت کر اسے۔ کبھی کھڑے کھڑے۔ کبھی لیٹے لیٹے۔ کبھی بیٹھے ہوئے تاکہ اسکو نفرت نہ ہو۔ پہلے ماوری زبان سکھانی جائے۔ پھر رفتہ رفتہ اخلاقی مضامین پڑھا جائیں معاملات زندگی اسکو سکھانے جائیں۔ پھر مختلف علوم دنیا اور دین کے پڑھائے جائیں تاکہ اسکی عقل بچتے ہو۔ اور قائلانہ زندگی کا شوق اس کے دل میں پیدا ہو۔ دنیا کے آدمیوں سے ایسی طرح بڑا کرنا اسکو آجائے کہ ساری عمر اسکو راحت ملے۔ اور کسی کو اس سے ایذا نہ پہنچے اسور دینی کا یہ اثر دل میں ہو جائے کہ دنیا کو چند روزہ جائے اور بیان کے قیام کو مسافر نہ قیام یقین کر کے نیکی کا شوق دل پر غالب آجائے اور نیک زندگی کا ثمرہ عقیب امین ملنے کا اسکو کمال ملے۔ یہ خط اول اسکے بعد کے تین خطوں کا میرے چھوٹے بھائی محمد شمس الدین کے نام والے لکھے تھے۔ محمد احمد

یقین ہو جائے۔

یہ باتیں کچھ کتابیں پڑھنے سے آتی ہیں اور کچھ مرقہ خاندان کے آدمیوں کو دیکھنے اور  
اونکی باتیں سننے اور ملاقاتیوں کا ہال چلن اور برتاؤ دیکھنے اور اونکی باتیں سننے سے آتی ہیں۔  
اسی واسطے بزرگ لوگ بُری صحبت سے بچنے کی تاکید کیا کرتے ہیں کہ بچپن میں جو بُری باتیں دل میں  
بیٹھ جاتی ہیں وہ ساری عمر انسان کو تکلیف دیتی ہیں۔ بُری باتوں سے انسان ذلیل بنو، اور بیعتِ شہر  
اور بچی حالت اور کمزور نصیب نہیں ہوتی۔ اونکی ساری عمر مال و رنج میں گذرتی ہے۔ اسیلئے لازم ہے  
کہ روزمرہ جب اور علوم کی کتابیں پڑھو تو اخلاقی مضامین پر بھی نظر ڈالتے رہو۔ میرا بھی چاہتا ہوں  
کہ کچھ ہدایت ترجمہ کیمیاء سعادت کو تم ایک دفعہ اول سے آخر تک ضرور دیکھ جاؤ اور اس نظر  
میں جو جو مضامین زیادہ پسند آئیں ان پر نیشنل سے نشان حاشیہ پر بنا دو کہ جب اور کوئی کام  
نہو تو تقریباً اونی خاص مضامین کو دیکھ لیا کرو جن پر سننے نشان پسند لگایا ہو علاوہ اسکے  
خزینہ دانش میں ایک فصل کے اندر سارے علوم کے فائدے اور مختصر طور پر ہر ایک علم کی  
حقیقت لکھی ہو اسکو غور سے پڑھو۔ اس سے تمام علوم دنیوی کے فائدے تک معلوم ہو جائیں گے  
جس سے معلومات بھی بڑھیں گی اور ایسی آگاہی حاصل ہوگی جو دل میں ایک جوش معلومات مائل کرے گی  
پیدا کرے گی۔

علوم میں سے دو علم دنیا میں زیادہ راحت دیتے ہیں۔ ایک تاریخ۔ دوسرا اخلاق۔ تاریخ  
سے انسان کا حوصلہ بلند ہوتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے لائق اور عاقل لوگوں اور مدبّروں کے  
حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اولو العزمی کی ترقی ہوتی ہے جس سے دنیا میں آدمی اونچی زندگی  
حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جس سے ساری عمر انسان کے دل کو راحت رہتی ہے۔ تاریخ  
ہند جو منشی ذکا، اللہ صاحب نے لکھی ہو اور جسکی موٹی سی جلد گھر کی کتابوں میں موجود ہے فرصت  
کے وقت دیکھا کرو۔ لیکن غور سے اور خوب سمجھ کر دیکھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ علوم حاصل کرنے کے  
بعد انسان کو ضرورت ہوتی ہے کہ اپنی زندگی بسر کرنے کا انتظام کرے۔ یہ انتظام اول



وجہ معاش پر منحصر ہے۔ دوسرے مشاغل زندگی ایسے اختیار کرنے لازم ہیں جن سے زندگی آرام و آسائش میں بسر ہو۔ اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے سے بہتر کوئی ذریعہ اچھی زندگی بسر کرنا نہیں ہے وجہ معاش کے حصول کا ذریعہ مختار سے لئے نوکری ہے۔ اسلئے انگریزی زبان سیکھنی مقدم ہے کہ اس زمانے میں اکثر اوسے کے ذریعے سے اچھی نوکری ملتی ہے۔ پھر خاص نوکری کے لئے جن علوم کی ضرورت ہو ان کو حاصل کرنا چاہیئے۔ جیسے قانون۔ طب وغیرہ۔ زمانے کی رفتار تم کو خود بخود بتا دیگی کہ انگریزی دانی کے بعد تم کو اور کن امور سے واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ پھر مشاغل زندگی میں سے اہم امر شادی ہے۔ جس پر تمام عمر کی راحت اور زندگی کے دراز سفر کا آسانی سے طے کرنا بہت کچھ منحصر ہے مشاغل زندگی کی بابت پھر جب کبھی فرصت ہوگی تم کو لکھو مگنا۔

جمعہ ۱۹۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ از شکر

انسانی زندگی کے تین درجے ہیں۔ لڑکپن۔ جوانی۔ بڑھاپا۔ لڑکپن کا زمانہ بے عقلی و بے تیرگی و بے شعوری کا ہے۔ اس حالت میں آدمی محتاج و بیکس و بے بس ہوتا ہے۔ نہ جسمانی کمالات حاصل کر سکتا ہے۔ نہ روحانی ترقی کر سکتا ہے۔ اس حالت میں صرف یہ خوبی ہے کہ بے فکر و آزاد ہوتا ہے۔ سو اسے کھانے پینے اور کھیلنے کو دے سکے اور کوئی غم۔ کوئی فکر۔ کوئی تردد۔ کوئی تشویش۔ اور سکون نہیں ہوتا۔ مشیتِ ایزدی نے یہ بے فکری اسلئے عطا کی ہے کہ اوسکی جسمانی قوت جلد ترقی کرے اگر غم و فکر اور عقل کی کشاکش میں مبتلا ہو جاتا تو نشو و نما اس قدر جلد نہ ہوتا۔

دوسرا درجہ زندگی کا جوانی ہے۔ زندگی کا یہی زمانہ عمدہ ہے۔ قوتِ جسمانی اعتدال اور کمال پر ہوتی ہے۔ کمالات حاصل کرنا یہی وقت ہے۔ ہر طرح کی استعداد و قابلیت ہوتی ہے۔ جو کمال چاہے سیکھے۔ جس علم کو مفید سمجھے حاصل کرے۔ جن عادتوں کو مفید زندگی جانے اختیار کرے۔ لیکن یہ باتیں ابتدائی جوانی ہی میں قابل حصول ہیں۔ کیونکہ جوانی کا زمانہ صرف کمالات حاصل کرنے ہی کیوئے نہیں ہے اسی جوانی کے زمانے میں دو اہم کام کرنے ہیں۔ اول لیاقت و کمال حاصل کرنا۔ دوسرے اوس لیاقت و کمال کو اپنے کام میں لاکر زندگی کو خوشی و راحت میں بسر کرنا۔ اگر ساری جوانی کمالات

سے حاصل کرنے میں گزرے تو ان کمالات سے فائدہ اٹھانے کا وقت نہیں تھا۔ اس لئے کہ ضعیفی میں وہ راحت اور خوشی جو لیاقت و کمال سے حاصل ہوتی ہے مرز و انہین رہتی۔ راحت و مسرت حاصل کرنے کا زمانہ یہی جوانی ہی ہے۔ اگر جوانی نکلی و عسرت و اخلاص میں گزری اور پڑھاپے میں فراخ دستی اور آرام و مسرت کا سامان ملا تو اس وقت راحت و آرام و خوشی کا لطف نہیں۔

اب ظاہر ہے کہ جوانی میں دو نو کام کرنے لازم ہیں۔ جلدی جلدی محنت کر کے اپنے تئیں لائق بنانا اور پھر اسی لیاقت سے فائدہ حاصل کرنا اور زندگی کو آرام و راحت میں بسر کرنا۔ پہلا کام یہ ہے کہ انگریزی زبان میں اور اپنی خاص زبان میں ادنیٰ لیاقت حاصل کرو۔ دوسرا کام یہ ہے کہ اس لیاقت کے ساتھ اپنی عادات کو بھی ایسا عمدہ بناؤ اور ایسی شائستگی حاصل کرو کہ اعلیٰ درجہ کی عزت کے مستحق ہو۔ پڑھنا لکھنا کافی نہیں ہے۔ نیکی۔ نیک طبعی شریفانہ عادات سیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر آدمی کو علم ہو اور اسکی عادات شریفانہ نہ ہوں تو دنیا میں عزت و آبرو حاصل نہیں ہو سکتی اگر عادتیں بُری ہیں تو کیسی ہی لیاقت ہو۔ زندگی عزت اور خوشی میں بسر نہیں ہو سکتی۔ علم اور آسٹوکی اور شریفانہ عادات تینوں بکر انسان کو راحت زندگی دیتی ہیں اسلئے لازم ہے کہ ادنیٰ لیاقت کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی تہذیب بھی حاصل کرو۔ یہ تہذیب اخلاق کی کتاب میں دیکھنے اور انسانی افعال نیک بد کے نتائج پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ فرائض انسانی کا جاننا اور ان پر عمل کرنا زندگی کا عمدہ طریقہ ہے۔

اخلاق و حدیث کی کتابوں سے یہ فرائض تکوین معلوم ہونگے۔ اکسیر ہدایت اور مذاق العارفین میں بہت عمدہ طور سے ان فرائض کا بیان ہے۔ دوسرے صحبت سے بھی انسان کو ان فرائض کا علم حاصل ہو تا ہے۔ لیکن کن لوگوں کی صحبت سے؟ جو عالی حوصلہ۔ اولوالعزم۔ تجربہ کار۔ معزز۔ شریف عادتوں کے ہوں۔ ان کی صحبت سے بہتر کیا پاس ہے۔ ان کے ساتھ رہنا۔ بے علم بے ہنر۔ ناشایستہ قابل دوستی صحبت کے نہیں۔ ان میں کوئی کمال نہیں تو تم کو کیا سکھا سکتے ہیں۔ اور وہ خود نہیں جانتے تو تم کو کیا بتا سکتے ہیں۔

ہنشین توازتو بہ باید تا ترا عقل و دین بغیراید

اگر ایسے لوگوں کی صحبت میسر ہو جسکے پاس بیٹھنے سے لوگوں کی نظروں میں عزت زیادہ ہو۔

اول میں عالیٰ عقلی پیدا ہو۔ کمالات علمی و عقلی کا شوق زائد ہو۔ نیکی کی طرف دلی رغبت ہو۔ تو ایسے لوگوں کی ملاقات اور دوستی اور ہمنشینی سے فتنہ حاصل ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس زمانے میں ایسے لوگ نایاب ہیں۔ اسلئے کتاب بہتر کوئی دوست کوئی ہمنشین نہیں۔ اس زمانے میں کتاب ہی عمدہ یاد و بہترین نگہ سار ہے۔ کتاب بہتر کوئی شفیق و رفیق نہیں کسی سے دوستی مست کرو کسی کو یارست بناؤ دوستی کے قابل انسان ملا بہت دشواری۔ تیسرے بہت ملاقاتی ہیں لیکن کوئی سیرا دوست نہیں میں بہت لوگوں کا ملاقاتی ہوں لیکن کسی کا دوست نہیں جب تمہارے باپ کو ساری عمر کوئی دوست نہیں ملا۔ تو دشواری کہ تم کو اتنی ہی عمر میں کوئی دوست مل جائے۔

انسان کے ذمہ تین حق ہیں جب کا ادا کرنا اس پر فرض ہے اور جب تک ان حقوق کو ادا نہ کرے زندگی کی خوشی اس کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اول اپنے نفس کا حق یعنی اس کو اسکا اپنے لئے کیا کرنا چاہیے۔ دوسرا اور مخلوقات کا حق یعنی اوروں سے کس طرح پیش آنا لازم ہے۔ انسان اور حیوانات سے کس طرح سلوک کرنا چاہیے۔ تیسرے اپنے سب و کماحقہ یعنی اپنے پیدا کرنے والے اور روزی دینے والے اور محسن و نعم کا حق کیونکر ادا کرنا لازم ہے

اب تمہاری زندگی شروع ہوئی ہے۔ دنیا کے میدان میں مردانہ اور اولوالعزمانہ داخل ہو اپنی قوت بازو سے آبرو و عزت پیدا کرو۔ ذلیل اور غوار زندگی سے بچو۔ یہ حوصلہ رکھو کہ اوروں کو فائدہ پہنچائیں۔ یہ نیت رکھو کہ بھائی عزیز غرض خویش آشنا۔ بیگانوں کو تم سے نفع پہنچے۔ تمہاری قوم تمہارے ملک کو تمہاری ذات کا راحت لے۔

گوالیار ۲۹ - دسمبر ۱۹۲۷ء

تھے اکسیر ہدایت کس قدر کمی۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ جتنی زیادہ دیکھو گے اور سمجھو آگے بڑھتے جاؤ گے۔ عمدہ عمدہ مضمون آتے جائینگے جس سے عقل کی ترقی اور معلومات کی افزائش ہوتی جائیگی۔ انسانی زندگی کے حالات اور انسان کے پیدا ہونے کی غرض اور بدعات و نون کی مضرتیں اور نیک عادتوں کے فائدے معلوم ہوتے جائینگے۔ انگریزی مدرسوں میں جو

جہاں تک یعنی جواب مضمون طالب علموں سے لکھوائے جاتے ہیں اور ان کے لکھنے کی استعداد اور کتاب کے مطالعے سے پیدا ہوگی۔ معاملات دنیا میں بھی راسخ اور ہر معاملہ دنیاوی میں غور کرنا اور ہر بات کا نتیجہ نکالنا اور سفید اور سرخ پر غور کرنا اس سے آسان ہوگا۔

جن کتابوں میں عقلی باتیں ہوتی ہیں اور نئے مضامین میں منہی دل لگی کی باتیں نہیں ہوتیں اس لیے لازم ہے کہ جب طبیعت دیکھنے سے گھبرانے لگے دیکھنا چھوڑ دیا۔ پھر کسی دوسرے وقت دیکھنا شروع کیا۔ لیکن پوری کتاب اول سے آخر تک دیکھ جاؤ تب اسکی خوبی اور فائدے تمکو معلوم ہوں گے۔ اور بعض بعض مقامات کو تم ایسا پسند کرو گے کہ اوکو بار بار دیکھنے کو ہی چاہیگا۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ انسان کو رنج کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے بڑی نگہ ساری کرتی ہے دنیا کے رنج اسکو پڑھکر بہت خفیف ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعضوں پر تو ایسا اثر کرتی ہے کہ اوکو رنج ہوتا ہی نہیں یا اگر ہوتا ہے تو بہت ہی کم۔ اور یہ بہت ہی سفید بات ہے کہ انسان کا رنج بے حقیقت ہو جائے تو دل کو راحت ملتی ہے جب یہ کتاب ختم ہو جائے تو لکھنا مذاق العارفین کی چار جلدیں بھیج دوں گا وہ بہت اعلیٰ درجے کی کتاب ہے اور سینک لوگوں کے حالات لکھے ہیں اور یہ بتلایا ہے کہ انسان کو دنیا میں کس طرح بسر کرنی چاہیے۔ کیسے عادات و اخلاق اختیار کرنے چاہئیں اور کس طرح نیکوئی سی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اوس کے مصنف امام غزالیؒ ہیں جو اولیاء اللہ میں سے تھے ۱۸۔ فروری ۱۹۱۸ء۔

تمہارا خط دو مہینے سے نہیں آیا۔ آج کل ولایت میں انقلابوں کی شدت سنی جاتی ہے اس لیے تشویش زائد ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و نگہبان ہے جسکی رحمت و دستگیری سے اب تک تمکو کامیابی ہوتی رہی ہے آئندہ بھی اوسی سے بھروسہ ہے کہ اپنے فضل و کرم سے تمکو تمہاری آرزوؤں تک پہنچائے۔

میں محمد کا نفرنس کا مختصر حال زبانی سنایا اب تک خطبات و اغظین چھپ کر نہیں آئے منشی ذکا، اللہ صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ جب چھپ جائیگے تو بھیج دیں گے۔ شاید تم بھول گئے

جہاں تک حقیقت ہو جائے

میں نے لکھا تھا کہ اب پھر ایک تصویر بھیجو۔ ہر ششماہی پر ایک ایک تصویر بھیج دیا کرو کہ سب کو  
اوسکے دیکھنے سے خوشی ہو۔

بازو تھہ استہ صاحب کی کتاب انگریزی و معجمائید محمد زمر، جو تھے بھیجی ہر حقیقت میں  
عدہ کتاب ہی۔ اسلام کی تائید میں کوئی اور کتاب اتنا انگریزی میں غالباً ایسی نہوگی۔ اس کے  
ترجمہ کر اسے کارا دہی۔ ایک ایم۔ اے۔ نے ترجمہ کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ تم مصنف سے  
ترجمہ کرانے کے لئے اجازت نامہ لیکر بھیجو تو اس کا اردو زبان میں ترجمہ کر اگر چھپوا دیا جائے  
مسلمانان ہند کو اس سے ضرور نفع ہوگا۔ یہ ضروری امر ہے بھول نہ مانا۔ اس خط کے پہنچتے ہی  
استہ صاحب کے نام بھی لکھ بیجا اور اس کا جواب جب لے بیان بھیج دیا۔

شکر گواریار۔ ۷۔ اپریل ۱۹۷۱ء

میں ایک کتاب دیکھ رہا ہوں جس میں ایک ٹیٹل حوصلہ اولوالعزم شخص کی زندگی کے حالات لکھے  
ہیں اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولوالعزم لوگ اپنے کام کی دھن میں ایسے مصروف رہتے ہیں کہ ان کو  
اور کسی بات کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ حصول لیاقت۔ ترقی استعداد۔ زیادتی معلومات میں ہر  
دم و ہمیشہ ایسے لگے رہتے ہیں کہ کسی دوست ملاقاتی بلکہ رشتہ دار کی بات چیت کرنی ہی نہیں  
ناگوار ہوتی ہے۔ ذرا سا وقت اونجا بیکار نہیں جاتا۔ ان کی رائے میں کوئی کام دنیا میں نامکن نہیں۔  
اپنی جہت اور کوشش کے سامنے وہ مشکل سے مشکل کام کو آسان جانتے ہیں اور اپنی جہت  
اور ارادے کے استقلال اور محنت کے کامل سلسلے سے ثابت کر دیتے ہیں کہ دنیا میں کیا ہی  
مشکل کام کیوں نہ ہو جس کے سبب آسان ہو جاتا ہے۔ عالی تنہوں کی زندگی ایسی جوتی ہے کہ دنیا کے  
رنج و ملال جو اذیت سے اونچے مضبوط دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ نہ بیماری میں گھبراتے ہیں  
نہ کسی صیبت میں فریاد کرتے ہیں۔ نہ کسی غریب کی موٹے پریشان ہوتے ہیں۔ دنیا کے واقعات  
کو کھیل کی طرح جانتے ہیں۔ نہ مصیبت کے رنج۔ نہ شادی سے مسرت۔ رنج کی حالت بھی تبدیل  
ہو جاتی ہے خوشی کی حالت بھی بدل جاتی ہے۔ اسلئے ان کو دونوں کی طرف التفات نہیں ہوتا۔

کے ساتھ بدن کے انتظام کے لئے اور قوتیں بھی ملتی ہیں اور ہمارا خالق ایسی طرح ہمارے بدن کے انتظام کا کارخانہ درست فرماتا ہے کہ بڑی بڑی عقلیں اس کے سمجھنے میں حیران ہوتی ہیں۔ اور اس کے آثار و کیکر بڑی ہی حیرت ہوتی ہیں۔ ایک مثال لکھتا ہوں جس سے تمکو غور کرنے کا موقع ملے گا۔ اور جس قدر غور کرو گے اوسے قدر تمکو خوشی اور حیرت ہوگی۔ اور اپنے خالق کار سازی کی حکمت سے واقف ہو گے۔ جب تم کو مجبور لگتی ہو اور دل میں ارادہ کرتے ہو کہ کھانا کھائیں۔ اس ارادے کے ساتھ ہی تمہارے پانوں طعام خانہ کی جانب اوٹھتے ہیں۔ تمکو معلوم نہیں ہوتا کہ ہاتھ پانوں یہ کام کیونکر اور کسوجہ سے تمہارے ارادے کے مطابق کر رہے ہیں۔ تم بیٹھو اور کھانا کھا لیا۔ فوراً تمہارے ہاتھ روٹی ٹوڑنے اور قہقہہ ہانے اور قہقہے کو تمہارے منہ تک پہنچانے میں مصروف ہوا اور قہقہے کو دانٹنے نے فوراً چبانا شروع کیا۔ زبان ہو کہ بغیر سمجھائے اور بغیر حکم کئے قہقہے کو دانٹون کے تلے کرتی جاتی ہے اور اس کوشش میں لگی ہوئی ہو کہ قہقہے کو دانٹون سے چھو کر باریک کرادے اور جیادہ لکھ لکھ میں پیسنے کے لئے پانی ڈال ڈال کر پیستے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور کمال دائمی دیکھو کہ زبان کے تلے سے قہقہے میں پانی ملتا جاتا ہے اور دانٹون کو اس پانی کے لئے سے چبانے میں آسانی ہوتی جاتی ہے۔ اب تم نے لکھا کہ اوٹھنے کا ارادہ کیا۔ یہ ارادہ کرنا تمہا کہ بیرون نے فوراً حکم مان لیا۔ کھڑے ہو گئے اور چلنے کے لئے حرکت کرنے لگے۔ تمہارے ہاتھوں نے فوراً پانی کا ٹوٹا لیا اور پانی تمہارے منہ میں پہنچایا۔ منہ نے کلی لیکر سارے منہ کو اندر سے صاف کیا۔ زبان نے اندر کا منہ دھوئے میں کسی تمہاری رغبت کی تابعداری کی۔ پھر تم باہر چلنے کو چوئے تو پانوں فوراً حرکت کرنے لگے اگر تم چاہو کہ بھاگو تو پانوں کیسے جلدی جلدی اوٹھتے ہیں اگر تم ٹھڑکا جاتے ہو پانوں فوراً تمہارا حکم مان لیتے ہیں۔ تم بیٹھنا چاہتے ہو تو پانوں فوراً بیٹھنے کو ٹھڑکاتے ہیں اور کس آسانی سے تمہارے پانوں مرکز اور نڈیاں زانو سے لگ کر تم کو بیٹھنے میں مدد دیتے ہیں۔

ان باتوں پر خیال کرنے سے نہ صرف خوشی ہی ہوتی ہے بلکہ خالق کی دانائیاں اور حکمتیں دیکھ کر اسکی عظمت و محبت کا خیال اور اس کے حسن و نعم ہو سیکتا یقین دل میں پیدا ہوتا ہے اور یہ رغبت

پیدا ہوتی ہے کہ جس محسن اور نعم نے ہمارے آرام کے لیے ہاتھ پانوں کو ہمارا ایسا تاجدار کر دیا ہے کہ ہمارے صرف ارادہ کرنے سے ہمارے سب کام ہو جاتے ہیں تو اس محسن کو قبول کرنا۔ اوسکی تعظیم کرنی۔ اوسکو یاد نہ کرنا۔ بڑی ناشکری۔ بڑی نااہلی۔ بڑی نالافتی ہے۔ ایسے نعم کا حق ہے کہ جس طرح ہر دم اوسکے انعاموں سے راحتیں ملتی ہیں اوسیطرح محبت اور غلوں سے ہم اوسکی شکرگزاری کیا کریں۔ اسی طرح انسان غور کرے تو اوسکو معلوم ہو جائے کہ بدن میں کیا کیا کچھ ہو رہا ہے۔ خون دورہ کرتا ہے۔ ہر دم گوشت پوست تہی بناتا ہے۔ پھیپھڑوں کو ہر دم نکچا جھل رہا ہے۔ ہوا کو صاف کر رہا ہے۔ کلیجہ ہر دم ہانسنے کی درستی میں مصروف ہے۔ غذا کس کس طرح ہماری قوت کی واسطے کام کر رہی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ منہ سے کیسی کیسی راحتیں اور لذتیں ہوا ملتی ہیں۔ یہ نینیں ایسی بیش قیمت ہیں کہ ایک بھی باقی رہے تو ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنے سے تیسرہ نہیں آسکتی جن کو خدا نے اچھی عقل دی ہے وہ ان سب نعمتوں پر غور کیا کرتے ہیں اور ہر دم شکر خدا میں مصروف رہتے ہیں۔ یا اللہ ہم کو توفیق دے کہ تیرے شکر گزار ہو جائیں۔ شکر گواہ۔ ۵۔ جون بلا

(۱) انسان کے لئے تین درجے عزت و جاغزدی کے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ کم سے کم اپنا بار اُپا اوٹھائے۔ اپنی قوت بازو سے اپنے مصارف کے لئے وجہ معاش پیدا کرے اور جو حالت خداوند تعالیٰ عطا کرے اوس میں اپنے مصارف کا ایسا انتظام کرے کہ اوروں کی دستگیری کا محتاج نہ ہو۔ دوسرا درجہ اوّل سے افضل ہے یہ ہے کہ اپنا بار اٹھا کر عزیز و اقارب اور مستحقین کی دستگیری اور راحت رسانی کرے۔ تیسرا درجہ جو اعلیٰ ترین مدارج ہے یہ ہے کہ اپنا بار اٹھا کر عزیز و اقارب کی دستگیری کرے محتاجوں اور مساکین سے بھی سلوک کرے بلکہ بنی نوع کی راحت رسانی میں سامی رہے۔

اور تین درجے جو بے عزتی اور ذلت کے ہیں یہ ہیں۔ اوّل یہ کہ انسان اپنا بار اوروں

(۱) یہ خط میرے نام نہ تھا۔ ایک دوزخ کے نام لکھا گیا تھا۔ محمد احمد۔

کے ساتھ بدن کے انتظام کے لئے اور قوتیں بھی ملتی ہیں اور ہمارا خالق ایسی طرح ہمارے بدن کے انتظام کا کارخانہ درست فرماتا ہے کہ بڑی بڑی عقلیں اس کے سمجھنے میں حیران ہوتی ہیں۔ اور اس کے آثار و کیمیکل بڑی ہی حیرت ہوتی ہیں۔ ایک مثال لکھتا ہوں جس سے تم کو غور کرنے کا موقع ملے گا۔ اور جس قدر غور کرو گے اس قدر تم کو خوشی اور حیرت ہوگی۔ اور اپنے خالق کارساز کی حکمت سے وقف ہو گے۔ جب تم کو مجھ کو لگتی ہے اور دل میں ارادہ کرتے ہو کہ کھانا کھاؤں۔ اس ارادے کے ساتھ ہی تمہارے پانوں طعام خانہ کی جانب اوٹھتے ہیں۔ تم کو معلوم نہیں ہوتا کہ ہاتھ پانوں یہ کام کیونکر اور کسوجہ سے تمہارے ارادے کے مطابق کر رہے ہیں۔ تم بیٹھے اور کھانا کھا گیا۔ فوراً تمہارے ہاتھ روٹی ٹوڑنے اور قہقہہ بنانے اور قہقہے کو تمہارے منہ تک پہنچانے میں مصروف ہوا اور قہقہے کو دانتوں نے فوراً چبانا شروع کیا۔ زبان ہی کہ بغیر سمجھائے اور بغیر حکم کئے قہقہے کو دانتوں کے تلے کرتی جاتی ہے اور اس کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ قہقہے کو دانتوں سے چپو کر باریک کر دے اور جیادہ مال کو کھل میں پیسنے کے لئے پانی ڈال ڈال کر پیستے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور کمال دانئی دیکھو کہ زبان کے تلے سے قہقہے میں پانی ملتا جاتا ہے اور دانتوں کو اس پانی کے لئے سے چبانے میں آسانی ہوتی جاتی ہے۔ اب تم نے کھانا کھا کر اوٹھنے کا ارادہ کیا۔ یہ ارادہ کرنا تمہارے بیرون سے فوراً حکم مان لیا۔ کھڑے ہو گئے اور چلنے کے لئے حرکت کرنے لگے۔ تمہارے ہاتھوں نے فوراً پانی کا ٹوٹا لیا اور پانی تمہارے منہ میں پہنچایا۔ منہ نے نفی لیکر سارے منہ کو اندر سے صاف کیا۔ زبان نے اندر کا منہ دھوئے میں کیسی تمہاری رغبت کی تابعداری کی۔ پھر تم باہر چلنے کو ہوئے تو پانوں فوراً حرکت کرنے لگے اگر تم چاہو کہ مجھ کو تو پانوں کیسے جلدی جلدی اوٹھتے ہیں اگر تم ٹھہرنا چاہتے ہو پانوں فوراً تمہارا حکم مان لیتے ہیں۔ تم بیٹھنا چاہتے ہو تو پانوں فوراً بیٹھنے کو ٹھہراتے ہیں اور کس آسانی سے تمہارے پانوں مرکز اور پنڈلیاں زانو سے لگ کر تم کو بیٹھنے میں مدد دیتے ہیں۔

ان باتوں پر خیال کرنے سے نہ صرف خوشی ہی ہوتی ہے بلکہ خالق کی داناتیاں اور حکمتیں دیکھ کر اس کی عظمت و محبت کا خیال اور اس کے حسن و نعم ہو سکتا ہے۔ دل میں پیدا ہوتا ہے اور یہ رغبت



پیدا ہوتی ہے کہ جس محسن اور نعم نے ہمارے آرام کے لیے ہاتھ پاؤں کو ہمارا ایسا تابعدار کر دیا ہے کہ ہمارے صرف ارادہ کرنے سے ہمارے سب کام ہو جاتے ہیں تو اوس محسن کو مجبور بنانا۔ اوسکی تعظیم نہ کرنی۔ اوسکو یاد نہ کرنا۔ بڑی ناشکری۔ بڑی نااہلی۔ بڑی نالائقی ہے۔ ایسے نعم کا حق ہے کہ جس طرح ہر دم اوسکے انعاموں سے راتین ملتی ہیں اور سیطرہ محبت اور خلوص سے ہم اوسکی شکر گزاری کیا کریں۔ اس سیطرہ انسان غور کرے تو اوسکو معلوم ہو جائے کہ بدن میں کیا کیا کچھ ہو رہا ہے۔ خون دورہ کرتا ہے۔ ہر دم گوشت پوست پٹری بناتا ہے۔ پیچیدہ اول کو ہر دم نکچا جھل رہا ہے۔ ہوا کو صاف کر رہا ہے۔ کلیجہ ہر دم ہانسنے کی درستی میں مصروف ہے۔ غذا کس کس طرح ہماری قوت کی واسطے کام کر رہی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ منہ سے کیسی کیسی راتین اور لذتیں ہر دم ملتی ہیں۔ یہ نیتیں ایسی بیش قیمت ہیں کہ ایک بھی باقی رہے تو ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنے سے تیسرے نہیں آسکتی جن کو خدا نے اچھی عقل دی ہے وہ ان سب نعمتوں پر غور کیا کرتے ہیں اور ہر دم شکر خدا میں مصروف رہتے ہیں۔ یا اللہ ہم کو توفیق دے کہ تیرے شکر گزار ہو جائیں۔ شکر گویا رہیں۔ ۵۔ جون بلا

(۱) انسان کے لئے تین درجے عزت و جو اندازی کے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ کم سے کم اپنا بار اُپا اوٹھائے۔ اپنی قوت بازو سے اپنے مصارف کے لئے وجہ معاش پیدا کرے اور جو حالت خداوند تعالیٰ عطا کرے اوس میں اپنے مصارف کا ایسا انتظام کرے کہ اوروں کی دستگیری کا محتاج نہ ہو۔ دوسرا درجہ اوّل سے افضل ہے یہ ہے کہ اپنا بار اوٹھا کر عزیز و اقارب اور مستحقین کی دستگیری اور راحت رسانی کرے۔ تیسرا درجہ جو اعلیٰ ترین مدارج ہے یہ ہے کہ اپنا بار اوٹھا کر عزیز و اقارب کی دستگیری کر کے محتاجوں اور مساکین سے بھی سلوک کرے بلکہ بنی نوع کی راحت رسانی میں سامی رہے۔

اور تین درجے جو بے عزتی اور ذلت کے ہیں یہ ہیں۔ اول یہ کہ انسان اپنا بار اوروں

(۱) یہ خط میرے نام نہ تھا۔ ایک اور عزیز کے نام لکھا گیا تھا۔ محمد احمد۔

اول۔ استعمار سلطنت کے لیے گورنمنٹ ہند کو سوا اور تدریوں کے جوہر  
کے بن اور کیا کرنا چاہئے۔

دوم۔ وہ کون سی تدابیر ہیں جنہیں گورنمنٹ کو اہل ہند پر زیادہ اعتبار و بھروسہ ہوا جنہیں  
اہل ہند اپنی گورنمنٹ کے ساتھ سچی محبت اور خاص طلبہ اطاعت کرنے لگیں۔

سوم۔ اہل ہند کو وجہ سواش حاصل کرنے کے کون کون فرائض ہیں اور ان فرائضوں  
میں کیا وسعت ہونی چاہئے۔ گورنمنٹ کوئی تدبیر ایسی کر سکتی ہے یا نہیں کہ اہل ہند کے افلاس  
میں کمی ہو۔

چہارم۔ چونکہ ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ اور ہر ایک گروہ کی حالت  
بہت اچھا نہ ہے۔ کوئی ایک ایسی تدبیر و سواہی کہ ان مختلف گروہوں کے لئے یکساں سودمند ہو  
لیکن ایسی تدبیریں جو کتنی ہیں کہ ہر ایک گروہ اپنی اپنی بہبود میں اپنے رسم و رواج کے مطابق سعی  
کر کے فایز البالی حاصل کر سکے۔ ایسی چند تدابیر بیان کی جائیں۔

شکر گو ایار۔ ۱۲۔ اگست۔ سلسلہ

اب تم کو ولایت میں بفضلہ دو سال بخیریت پورے ہو گئے۔ ایک سال تمہارے قیام  
ولایت کا باقی جو اس سال میں اگر ہو سکے تو ایسی تدبیر کرنی مناسب اور ضروری ہیں جو بعد واپسی  
ہندوستان تمہارے لئے مفید ہوں۔ تم بطور مناسب اس امر میں کوشش کرو تو کامیابی  
ممکن ہے۔ جن ذوی اقتدار اشخاص سے تم کو ولایت میں تعارف ہو گیا ہے اور ان سے مشورہ لینا سیکھا  
ہو گا کہ ہندوستان میں واپس آ کر کون سی تدابیر سے نفع ہو سکتا ہے۔ کس کس رکن سلطنت سے ملنا  
اور تعارف پیدا کرنا مفید ہے اور اس تعارف پیدا کرنے کی تدبیریں کیا ہیں اور حصول مدعا کے  
لئے کیا کیا سبکی کرنا لازم ہے۔ بعض لائق اومی اخباروں کے ذریعے سے اپنی لیاقت مستحضر کرتے ہیں  
مثلاً ہندوستان کے معاملات پر تحریریں اور مقت اخبارات میں چھپواتے ہیں۔ لیکن  
یہ تدبیر ایسی نہیں ہے جو حصول مدعا میں کارگر ہو۔ دنیا میں اعلیٰ درجے کے آدمیوں کا تو سب زیادہ

کاگر ہوتا ہی۔ جب وہ لوگ جو ارکان دولت سے ملے جلتے ہیں کسی شخص کی لیاقت اور ہوشیاری کے  
 قراح ہوتے ہیں تو ایسا تذکرہ اکثر کامیابی کا ذریعہ ہو جاتا ہی۔ انھیں ان میں ہی سفارش معیوب سمجھی جاتی  
 ہے۔ ہندوستان میں بھی با وقت آدمی سہی سفارش کو معیوب مانتے ہیں۔ لیکن تعارف پیدا کرنا معیوب  
 نہیں اور جب تعارف ہو جاتا ہی تو ضرورت سہی سفارش کی نہیں رہتی۔ کامل صاحب سے تمہارے  
 لئے کسی نے سہی نہیں کی محض تعارف اور واقفیت جو تمہارے حالات سے اوکو خود ہو گئی وہی اسکا  
 باعث ہوئی کہ .... سے اونھوں نے تمہاری تقریب کی۔ بہر حال الشکھی معنی وکلا تمام  
 من اللہ۔ انسان کو کوشش کرنی چاہیے۔ ثرہ اوس کوشش کا عطا کرنا کریم کار ساز کے ہاتھ میں ہی  
 یہ تدبیر اپنے بہو کی مخفی طور پر کرنی لازم ہیں اور ایسی ہر تدبیر میں مخفی کارروائی مناسب ہوتی ہی  
 اسکا فائدہ کم سے کم یہ ہوتا ہی کہ ناکامیابی کی صورت میں آدمی کو اور دن کے سامنے حققت نہیں اٹھانی  
 پڑتی۔ افشاری راز میں بہتے ضرر ہوتے ہیں اسلئے ہمیشہ اس عمل پر عمل درآمد ہونا چاہیے  
 کہ جو تدبیر کی جائے وہ جب تک نتیجہ خاطر خواہ حاصل نہ ہو مخفی رکھی جائے۔

۱۸۔ اگست۔ سلاسل

اس ہفتے میں وائٹ صاحب ولایت کو روانہ ہونگے۔ اور شروع ستمبر سلاسل میں  
 پہنچ جائینگے۔ اون سے ضرور ملنا۔ دو کے ایک بڑے شفیق محسن۔ مائیکل فیلوز  
 گورنر اور جن ریاست گوالیار اپنے صاحبزادے کو لیکر ولایت گئے ہیں اور سے ضرور ملنا۔ سرنگھل  
 اس ریاست کے بڑے خیر خواہ اور مشہور کار گزار افسر ہیں اور نہایت خلیق اور نیک نوا شخص ہیں۔  
 تم کو اس امر سے آگاہی ہو کہ سکے نوٹ و کرنسی پیپر اور بنک کے نرخ میں کن وجوہ سے کمی بیشی ہوتی  
 ہی۔ چاندی۔ سونا۔ پرا میسری نوٹ اور بنک کے حصص میں کیا باہمی تعلق ہی۔ بہت دنوں سے  
 نوٹوں کا نرخ بڑھا ہوا ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ چاندی کے سکوں کا قانون جو امریکان میں جاری ہو کہ  
 اوسکا اثر چاندی دوسونے کے نرخ پر کیا ہی اور کیوں۔ اگر معلوم ہو سکے تو دریافت کر کے لکھا جس  
 سے ہم لوگ یہ سمجھ سکیں کہ نرخ کیسے بڑھتا ہے اور نوٹوں اور چاندی کو نرخ کن اصول پر کم و بیش ہوتا ہی۔

۳۰۔ ستمبر ۱۹۱۱ء۔

آج تمھارا خط پیرس سے ۱۲۔ ستمبر کا لکھا ہوا ہلا۔ کچھلے ہفتے میں خط نہ آنے سے نگرانی تھی سید احمد خان صاحب بارہ آدمیوں کا ڈپوٹے ٹشن لیکر حیدر آباد گئے تھے۔ اون کے ساتھ منشی ذکاء اللہ صاحب بھی گئے تھے۔ یہ ڈپوٹے ٹشن بڑی کامیابی سے واپس آیا۔ نظام ایک ہزار روپے مدد العسکرم کو دیتے تھے۔ اب دو ہزار روپہ ماہوار دیا کرینگے۔ علاوہ اسکے ایک ہزار سے زیادہ چندہ مجھ پال اور حیدر آباد میں مدد العسکرم کے لئے ہوا۔ سید صاحب روپہ کمانے میں ملگزیوں کے شاگرد رشید ہیں اور مانگنے کے فن میں تو اون سے بھی زیادہ شائق و تجربہ کار ہو گئے ہیں۔ آج کل موسم کا داخل ہر گرمی جاتی اور سردی آتی جاتی ہر اسلئے مجھے نزلے نے ستا رکھا ہے مگر اور کوئی تکلیف نہیں۔

۱۴۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء۔

جن بڑے عمدہ دارانگریزوں سے ملنا چاہو پہلے اون کے دوستوں اور رشتہ داروں کا حال دریافت کرو پھر تمھارے ملاقاتیوں میں جو شخص اون کا دوست ہو اس سے صلاح کے طور پر دریافت کرو کہ اون کے نام تحریر مفید ہو سکتی ہی یا نہیں اگر ہو سکتی ہی تو کس طرح اور کس شخص سے وہ تحریر چاہل کھائے آئندہ چہ مینے میں تم کو امتحانوں کے لئے تیاری کرنے میں بہت محنت کرنی ہوگی۔ فریج زبان جو سیکھتے ہو اس میں تباہ وقت نہ کرنا کہ امتحان کی تیاری میں بارج ہو۔ اُمید ہے کہ تمھارے خط کے ساتھ تمھاری تصویر بھی ہوگی۔ جسکے لئے تم کو بار بار لکھا گیا ہے۔ ولایت گھڑیان منگوانے کے لئے دو تین اصحاب فرمائش کی ہے۔ جب ان فرمائش کرنیوالوں سے روپہ وصول ہو جائیگا تو وہی نمک سے بل منگا کر بھیج دو گا۔ گھڑیان لیکر بھیج دینا۔

۱۸۔ نومبر ۱۹۱۱ء۔

سرمائیکل فیلوز صاحب لاٹینسے واپس آ گئے۔ کہتے تھے کہ تمہیں دیکھیے ہوئے اونھیں ایک ہیٹھوں ہوئے۔ تندرست بیان کرتے تھے اور انگریزی زبان کی نسبت کہتے تھے کہ لاٹین

کاسا لہجہ ہی پھر اظہار اپنی غایت کا کرتے رہے۔ مولوی کرامت حسین صاحب علی گڑھ کالج میں لائبریریئر مقرر ہو گئے تھیں اور خطا بھی آیا ہی تھا حال دریافت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ دیکھو بھگاکو کہ کس قدر مسلمانوں کے مددگار و مخوار بن کر آتے ہیں۔

۹۔ دسمبر ۱۹۱۷ء

آج بھی تمہارا خط نہیں آیا۔ یہ تیسرا مہینہ ہے کہ تمہارا خط نہیں آیا تین مہینے تک خط نہ آنے سے تم خیال کر سکتے ہو کہ ہمارے لال اور انتشار کی کیا کیفیت ہوگی۔ اب تک ایسا اتفاق کبھی نہ ہوا تھا اگر کل بھی خط نہ آیا تو تار دیا جائیگا۔ میری طبیعت بدستور ساز و ساری جاتی ہے۔ اس علالت میں تمہارے خط کا نہ آنا اور بھی شاق اور زیادہ پریشانی کا باعث ہے۔ مگر بجز اسکے کہ خدا تعالیٰ سے تمہاری تندرستی کی واسطے دعا کی جائے اور کوئی چارہ نہیں۔

شکر۔ ۶۔ جولائی ۱۹۱۷ء

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ۱۔ جون ۱۹۱۷ء کے تمہارے خط سے کامیابی امتحان۔ بی۔ اے اور ایل ایل بی کیمرہ یونیورسٹی کی واضح ہوئی۔ پرسون عرفیہ دن تمہارا خط آیا تھا۔ ہمارے میان خدا کے فضل سے عرفہ بھی عید تھا۔ اور کل ۵۔ جولائی ۱۹۱۷ء کو عید والے دن ہمارے میان ڈبل عید تھی۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ تینے آخر اگست ۱۹۱۷ء میں چلنے کو لکھا ہے۔ سنہ ۱۳۳۷ء کہ برسات میں سندھ میں تلاطم امواج زیادہ ہوا ہے۔ ستمبر ۱۹۱۷ء میں تم بحر قلزم میں ہو کر گئے ہو اب بھی اسی مہینے میں بحر قلزم کو عبور کرو گے۔ ستمبر میں وہاں گرمی زیادہ تو نہ تھی؟ مشورہ ہے کہ مارچ اور اکتوبر میں سندھ کی حالت سفر کے لئے اچھی ہوتی ہے۔ لیکن سارے ستمبر وہاں رہنے سے دل کو پریشانی ہوگی اسلئے تو اعلیٰ اللہ ستمبر میں سفر کرنا ہندی آدمی کے لئے گرمی کی وجہ سے ایسا تکلیف دہ ہو گا جیسا یورپین کے لئے ہوتا ہے۔

شکر گو ایار۔ ۷۔ ستمبر ۱۹۱۷ء

تمہارے ۱۹۔ اگست ۱۹۱۷ء کے خط سے معلوم ہوا کہ تم ۱۴۔ ستمبر ۱۹۱۷ء کو انڈیا سے

جہاز میں سوار ہو گئے۔ اُسید ہر کہ تم بی بی میں آخر ستمبر یا یکم اکتوبر ۱۸۹۲ء کو پہنچ جاؤ۔ میں چاہا ہوں کہ تمہارے پہنچنے سے ایک دو دن قبل سب عزیز گوالیار میں جمع ہو جائیں کہ تم سب کو ایک جگہ دیکھ کر خوش اور سب تم کو دیکھ کر خوش ہوں۔

۲۹۔ ستمبر سے دوسری اکتوبر ۱۸۹۲ء تک دسہرہ کی تعطیل ہوا۔ اُسید ہر کہ الہ آباد۔ اور میں پوری سے سب آسکین گئے۔ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر لائے۔ اور ہم سب کی ستر تین پوری فرمائے۔ یہ خطا عدل کو تمہاری تحریر کے مطابق بھیجا جاتا ہے۔ اُسید ہر کہ تم کو وہاں راستے میں بلجائیگا لشکر گوالیار۔ ۲۴۔ مارچ ۱۸۹۳ء

آج تمہارے خط نے بڑی خوشخبری سنائی۔ تمہاری بیسٹری کا پہلا مختار اکیس سو دس پتھر سنکر سارا گھر شاد و مسرور ہوا اور سب لوگ دست و پا ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز تم کو ایسا ہی مختار دلوایا کرے۔ اور تمہاری آمد فی بین بکرت عطا فرمائے۔

۵۔ اگست۔ ۱۸۹۳ء۔

میں کل شام کو دہلی سے واپس آ گیا۔ ڈاکٹر ہم خیر بیمار تھے اسلئے اپنی ملاقات کی نسبت ان سے مشورہ نہ کر سکا۔ مولوی نذیر احمد صاحب و مولوی ضیاء الدین خان صاحب کے ملا تھا۔ دور و دراز پر سیر کلف و شون کے سوار یا بن دستیاب نہیں ہوئیں بالکل میں ایک جگہ جاسکا لشکر گوالیار۔ ۲۳۔ اگست ۱۸۹۳ء

بعض اوقات جو انسان کو ایسے خیالات آتے ہیں جن سے عزیزوں کی محبت میں فتور پڑے تو نفسِ امارہ ہمیشہ اس کے قیام کی صلاح دیا کرتا ہے۔ وہ لوگ بڑے جو انہر دین چاؤن خیالات پر غالب آتے ہیں اور یہ توفیق بن جانے اللہ ہوا بڑی خوش نصیبی کی وسیلہ ہے کہ انسان اپنے دل کو ایسے خیالات سے پاک رکھے جو آدمی کی تکلیف کے باعث ہوں۔ زندگی وہی تہی ہو جو دلی راحت میں بسر ہو۔ ہم لوگ چند روز کے لئے بیان آئے ہیں۔ یہ ہماری بڑی نصیبی ہے

۵۔ یہ خط میرے نام نہ تھا۔ ایک اور میرزا خاندان کو ان کے خاں کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ محمد اعظم۔

ہو کہ ساری زندگی اپنے عزیزوں کے ساتھ محبت و اتفاق و یکجہتی میں بسر کریں۔ اس سے زیادہ کوئی اور نعمت ایسی نہیں جس سے زندگی زیادہ راحت و مسرت میں بسر ہو۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری زندگی اکثر اپنے عزیز و اقارب بلکہ احباب و اعلیاء کے ساتھ بھی محبت و اتفاق میں بسر ہوئی۔ شکر ربی اور بے لطفی کی تخلیغوں سے میرے گریہ کا سارے جھکو اکثر محفوظ رکھا۔ ہم ایک پیدائش ہوئے ہیں کہ اپنی عمر عزیز کو بچ بچاؤ ہی اور عذاب بدستگاری میں ضائع کریں بلکہ خدا تعالیٰ دے تو عزیز و اقارب کے ساتھ محبت اور غیوروں کے ساتھ بھی سلوک کر کے دلی راحت حاصل کریں اور اپنے اوقات عزیز کو مفید کاموں میں صرف رکھیں۔ ہرکس اس زندگی میں اپنی فرصت نہیں ہو کہ دنیا اور عجبہ کے کاموں سے (جو ہمارے لیے وادین میں کارآمد ہوں) فراغ پا کر اور کاموں میں اپنا وقت ضائع کریں جو نہ دنیا میں مفید نہ عجبہ میں۔

اُمید ہے کہ میرے اس خط سے عزیز کو وہ اطمینان حاصل ہوگا جسکی رغبت و تمنا عزیز کو ہی۔  
۸۔ نومبر ۱۳۹۷ھ۔

کنوڑنگل سنگہ ساکن جاکملون ضلع الٹ پور میرے بھی ملاقاتی تھے۔ تمھاری برسرِ سڑی سے اونکی جائیداد منضبطہ گورنر جنرل کے بیان سے واگداشت ہونے کی خبر سنا کر مجھے بھی خوشی ہوئی۔ تم اپنے چچا کو یہ صلاح دو کہ بعدِ پیش لینے کے کسی ضلع میں جان وہ رہے ہوں اور جسے وہ پسند کرتے ہوں (جیسا میں پوری کہ مالک سفری کے قریب و وسط میں ہو) کوئی مسلم موضع خرید لیں۔ یاد رہن کر لیں۔ اس میں ایک مشغلہ بھی ہائے آئیگا۔ اور زیادہ احتیاط سے گاؤں لیا گیا تو ڈپٹی کلکٹر کی فیشن کے برابر آمدنی بھی ہو جائیگی۔ میں بسبب موسم گرما و حکیم محمد خان صاحب کے نسخوں سے اچھا رہتا ہوں۔ اگرچہ شام کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ لیکن اور کوئی شکایت ایسی نہیں کہ مجھے تکلیف دیتی ہو۔

شکر گو ایار۔ یکم جنوری ۱۳۹۷ھ۔

آج گیا۔ نہ سچہ ہم لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ اور دسترخوان بھی بفسلہ تکلف کا تھا۔ اور

چونکہ کل سیر غلِ صحت تھا شیریں خواروں نے تقاضا کر کے انواع و اقسام کی شیرینی بھی منگوائی تھی جو اس وقت رونقِ خوان تھی۔ اس سہرت کی حالت میں تمہارا تار آیا اور ڈھائی ٹوکروں سے ماہوار کی ڈیڑھ کلکڑی کا فروہ لایا۔ ہم سب کو چوٹی خوشی اور بے اندازہ راحت ہوئی۔ بہر حال منہم حقیقی کالا لاکھ لاکھ شکر ہی جیسا کہ ادا کرنا دل و زبان سے واجب ہے۔ اب تمکو مہر تن اسطرح توجہ ہونا چاہیے کہ اپنی بہبود و ترقی کے لیے اپنے افسروں کو کس طرح راضی کرنا اور اپنی لیاقت کے اظہار کیواسطے کیسی محنت کرنی لازم ہے۔ اعظم گڑھ پہنچ کر بذریعہ تار اطلاع دینا کہ ست اخیر پہنچ گئے اور سب انتظام ماند و بود کا درست ہو گیا۔ سب کی طرف سے دلی مبارکباد اس عمدہ کی اور دعاے ترقی آئندہ موصول کر کے غرم و شادان و فرمان رہو۔

شکر۔ ۶۔ جون۔ ۱۹۴۷ء۔

تم کو یہ پہلا اتفاق یہ کہ انسداد بلوہ و ہنگامہ کی ضرورت پیش آئی۔ ایسے مواقع پر جو تدابیر سود مند ہوتی ہیں ان کی کچھ تشریح کی جاتی ہے اول معزز اور ذمی تہہ اور آسودہ اشخاص سے ایسے طور پر ملاقات کرنی مناسب ہے کہ اپنے اخلاق اور نیک سیرتی کا اوٹلو لقیں دلا دیا جائے۔

شیریں زبانی سے گفتگو کی جائے۔ اور ایسی صلاح دی جائے جو ان کو اپنے لئے سود مند معلوم ہو۔ سرکار کی نیک اندیشی و خیر خواہی اور حکام کی رضا و رغبت پر کار بند ہونا ان کو ایسی طرح سمجایا جائے کہ وہ سب کے سب دل سے آادہ امن خلائق ہو جائیں۔ جو لوگ بات چیت کرنے میں زیادہ خیر اندیش معلوم ہوں ان کو ایسا موقع دیا جائے کہ تم سے ملنے کی بات چیت کریں اور یہ بات چیت ایسی مخفی طور پر ہو کہ بد اندیش اور کج راے لوگوں کو اس کی آگاہی نہ ہو۔ خیر اندیش و ذمی رعب لوگوں سے مشورہ کیا جائے کہ ان کی رائے میں جو تدابیر انسداد ہنگامہ کے لئے مفید ہوں تم سے بخندادہ ملی بیان کریں۔ ان تدبیروں پر بغور کر کے جو تم کو مفید معلوم ہوں ان کو منتخب کرنا چاہیے اور پھر تائید ان منتخب تدبیروں کی کرنی چاہیے۔ غرض ایسے مواقع پر اشخاص ذمی رعب و نیک اندیش سے ملکر تدابیر کرنی مفید ہوتی ہیں۔ تنہا اپنی رائے پر عمل کرنا مناسبت نہیں ہوتا۔ ایسے موقعوں پر سختی اور



بہ زبانی کا عمل بہت ہی مضرت پہنچا جی بھائی کیوں اسے کوشش کرتے ہو اور کواول اپنی نیک خواہش کا یقین دلا کر اپنا دوست بنا لو پھر ان سب کے ساتھ متفق ہو کر کارروائی کرو کہ نتیجہ عمدہ پیدا ہو۔  
 بخلاف اسکے اگر تم اس گروہ سے جو ذمی عیب و معتذر ہی سمجھتی ہو ان کے آگے تو وہ بد دل ہو کر عیب تدبیر و پلین خفیہ انداز میں کر لگا اور اس کا نتیجہ برا پیدا ہوگا۔

جو لوگ آمادہ فساد ہوں اور پر بھی اوائل میں سختی نہ کیا جائے۔ حکمت علی سے ان کو ٹھنڈا کیا جائے اور نیک اندیشوں کی صلاح سے جتنا تک ممکن ہو ان کو بھی راہ راست پر لایا جائے۔ اگر کسی طرح وہ لوگ سیدھ منوں تو نیک اندیشوں کی صلاح سے ان پر ایسی سختی کیا جائے کہ اس سختی کو خیر اندیش اور عاقل لوگ انصاف سمجھیں اور وہ سختی بھی حد سے زیادہ نہ ہو۔ مثلاً وہ لوگ جو باوجود فہمائش خیر اندیشوں کے حرکات بغاوت پر آمادہ ہیں اور اپنے فاسد ارادوں سے باز نہ آتے تو خیر اندیشوں سے اس سختی سے روکا جائے۔ اور اگر وہ بھی پسند کریں تو ان میں فساد کو ملحوظ نہ کر دیا جائے اور حالات میں یا اور طریقہ پر ایسی طرح رکھا جائے کہ مضبوطی پر از میں مدد نہ کر سکیں۔ غرض ہر مقام کے خیر اندیشوں کی کثرت اس پر عمل کرنا اکثر مفید ہوتا ہے اور نیک نامی و شہرت کا رگزاری کا وسیلہ ہوتا ہے۔ اور مقامی سرداروں سے مخالفت کرنی کام کو اکثر بگاڑ دیتی ہے اسلئے اس سے ہمیشہ احتراز لازم ہے اور ایسی مواقع پر کبھی کبھی اپنی رائے پر بھی زیادہ ہر سہ کرنا مضرت پہنچا۔ جتنا تک ممکن ہو ملازمان سرکاری اور ذمی و عیب و ذمہ و جاہت اور نیک نہاد لوگوں کو متفق الراس کر کے ایسی کارروائی کرنی چاہیے کہ اس کو عقلاً پسند کریں۔ اور ایسے کاموں میں جلدی نہ کرنی چاہیے۔ بہت غور و آمل اندیشی کے ساتھ تدبیر کے سب پہلوؤں پر نظر کر کے عمل کرنا ضروری ہے۔ بعض جاہل مضمدون کو فوراً سزا دینی بھی مفید ہوتی ہے بشرطیکہ اوپر سب کی رائے متفق ہو اور ان جاہل مضمدون کے طرفداروں کا گروہ بڑا نہ ہو ورنہ بلوے کی نیا دنی کا اندیشہ ہوتا ہے۔

من گھویم کہ این مکن آن کن مصلحت بین و کار آسان کن

شکر۔ ۵۔ اگست ۱۸۹۴ء

خوشید جہان کی حلت کا صدر ایسا ہی کہ دل بہت ہی افسردہ رہتا ہی۔ خصوصاً اسوجہ سے کہ تمھاری والدہ کو اس سے بہت اُنس تھا۔ وہ ساری عمر اسے پاس رہی تھی۔ اور اس کے بچے جو یا وہانی کرتے مدہشتے ہیں تو انکو بہت ہی افسردگی رہتی ہی میرے اوپر بھی اس کا اثر ہوتا ہی۔ چند کہ روز بروز اس بچ کا اثر کم ہوتا ہوا ہی لیکن ابھی ایسا نہیں کہ بھلا دیا جائے۔ اسوجہ سے میں نے تمکو خا بھی جلد جلد لکھنے لکھنے۔

شکر۔ ۲۰۔ دسمبر ۱۸۹۷ء

تمھاری کامیابی امتحان ڈپٹی کلرک کی اور صیغہ جوڈیشل میں مالک خرنی واوہ میں سب میں اول رہنے سے ہم بکوسرت و راحت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ذریعہ ترقی اور آئندہ مسرتوں کا باعث کرے۔ حکام سے اکثر ملتے رہنا سفید ہوتا ہی۔ اسواسطے زیادہ ملتے رہنے کی عادت کرنی مناسب ہوگی

۱۔ اس موقع پر ایک خاص شمس العلما و جناب مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا جو تقریرتیم الد کے نام آیا تھا نقل کیا جاتا ہی۔ قبل و کتبہ۔ آپ کی اولاد میں (خدا) انکو زندہ و سلامت رکھے۔ خوشید جہان کے تھیلو کو کو ایک خاص نقل تھا اسلئے کہ مجھے خیال پڑتا ہی کہ یہ نام بھی بشیر کی مان کا تجویز کیا ہوا تھا۔ آپکو تو نہیں مگر اسکی والدہ کو تعالیم میر کی سخت ضرورت ہے سو آپ بستر اور کون انکو تعلیم میر کرسکتا ہی۔ بچوں کا پیش نظر ہونا شاید آئندہ جگہ پر مستحکم ہو کر ہمارے بیان تو اب تک تجدید الم کا باعث ثابت ہوا۔ شاید کوئی دن جاتا ہو گا کہ بشیر کی مان سیکھ کر زیادہ کر کے نہرونی ہوں۔ اور یاد دگاری کے تازہ کر لے والے اکثر صورتوں میں اسونے بچے ہوتے ہیں۔

دو گو نہ رنج و عذاب ستائے نوا بلا ہی صحبت میل و فرق لیسے

مرغ توجہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ سب لوگ چند روز کے لیے دہلی چلے آئیں۔ بشرطیکہ آپ بھی آسکیں۔ بالآخر خدمت امینوالی کی مغفرت کرے اور آپ سب صاحبوں کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

۱۔ ۲۰۔ ۱۱۔ ۱۸۹۷ء۔ نذیر احمد

منجھو بیماری نے اب ایسا بیدل کر دیا ہے کہ ہر شب کو شبِ اخیر سمٹا ہوں اور جب دن درِ حسینہ  
ہوتا ہے قلب پر بھی اوس درد کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ بہت اذک حالت ہوتا ہے تو اس وقت تھوڑی  
سی بھی تکلیف بڑھے تو روح کا جسم میں سے پردہ اڑ کر باہر نکل جاتا ہے۔ عمر بھی بہت ہو گئی ہے  
ستر سال کی عمر والے کی عمر سے پانچ چھ سال زیادہ ہے۔ دادا جان کی عمر شاید ایک سو سال  
اس سے زیادہ ہوگی۔ مگر خدا کے فضل سے کوئی حسرت نہیں۔ البتہ یہ بھی چاہتا ہے  
کہ اب اس آخری وقت میں شوقِ عبادت اور محبتِ معبودِ دل میں جم جائے۔ ساری  
عمر دنیا طلبی اور جستِ جاہ ایسی دل میں رہی ہے کہ عبادت اور محبتِ خالق کا مزہ آنا و سٹوار  
معلوم ہوتا ہے۔

گوالیار - ۲۲ - جنوری ۱۹۵۷ء

جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے میں اپنی تندرستی کے لئے احتیاط کرتا ہوں۔ لیکن اس  
عمر میں اسی طرح زندگی بسر ہوتی ہے اور خدا کے فضل سے مجھے کوئی ہوس زیادہ زندگی کی  
نہیں۔ نہ ضرورت ہے اور نہ لطفِ زندگی باقی ہے۔ آفتابِ لبِ بام ہوں کسی دن یوں ہی دم  
نکل جائیگا۔

تکو ضرور ہر حالت میں کچھ پس انداز کرنا لازم ہے۔ حتیٰ دست رہنا یا قرضدار ہونا بڑی  
ہی تکلیف کی بات ہے۔ انسان کو جو خدا تعالیٰ نے غیرت کا جوہر عطا کیا ہے تہیستی اور  
قرضداری اس کے خلاف ہے۔ مرد کو قرضداری و تہیستی ایسی ذلت دیتی ہے کہ ادا کی تکلیف  
تمام تھکھنوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ ہمیشہ اپنی راحت میں بقدرِ حالت صرف کرنا ضروری ہے  
اور اوسکا اندازہ یہی ہے کہ کچھ کچھ پس انداز ہوتا ہے اور نہ رہنے کی تنخواہ پر کسی معتبر بنک میں  
کچھ روپیہ بطور پس انداز جمع ہوتا ہے میری یہ بات مانو گے تو ہمیشہ زندگی راحت میں بسر  
ہوگی اور لوگوں کے ساتھ بھی سلوک کر سکو گے اگر نہی دست رہے تو از دستِ بستہ چھری  
و از پاسِ شکستہ چسبیر

اب کی دفعہ موسم میں یہی بے اعتدالی ہو کر سردی و ابرباران کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ یہی سبب ہے کہ میری طبیعت زیادہ بگڑتی رہی۔ اب شاید دھوپ نکلے اور گرمی چلے تو عجب نہیں کہ کہ کچھ بہتر حالت ہو جائے۔ اگلے مہینے میں شاید دہلی جا سکوں۔ ممکن ہو تو آلہ آباد بھی جاؤنگھا اور دو چار ڈاکٹروں سے علاج کے لئے مشورہ بھی کرونگھا۔

۱۴۔ ستمبر ۱۸۹۵ء۔ از لشکر۔

جو جلد پنجم سلسلہ اول تاریخ طبری کی اب شہر لائیڈن ملک ہالینڈ سے آئی یہ وہ ۳۲ ہجری تک کے حالات کی ہے۔ جو حصہ ۳۲ سے ۳۳ تک کے حالات کا مرکز آگیا ہوا اس میں مہتمم مطبع کا قصور نہیں بلکہ میری غفلت ہے اس حصے کی ایک جلد تینے ولایت بھیج دی تھی۔ میں نے اس حصے کو اس وقت نہیں دیکھا تھا جب تم سے لائیڈن کو فرانسیسی زبان میں چھپی لکھوائی تھی۔ میری حالت یہ ہو کر آسمان کی فصل میں کیہ کر اسیگرڈا چھوڑ دیا تھا۔ ضروری نہ تھا۔ اب دو دن سے استعمال کیا تو اس کے میں قطرے کافی ہوتے ہیں لیکن شام کا کھانا ہضم نہیں ہوتا اور رات کو درد سینہ پیدا کرتا رہی۔ آج سے قصد ہے کہ شام کا کھانا چھوڑ دوں گا گو اس سے صحت ہو گا مگر تکلیف دروسے تو نجات ہوگی۔ اب تمھاری ترقی انشاء اللہ جلد ہوگی۔ امید ہے کہ آلہ آباد کے اعلیٰ احکام سے تم سیل جول رکھنے کی تدبیر کرتے رہتے ہو گے

اپنے اسناد اور تمام حالات تعلیم و سفر ولایت بصورت کتاب چھپوا لینے مناسب ہیں تاکہ مہربان افسروں کو ان کے دیکھنے میں آسانی ہو۔

۷۔ جنوری ۱۸۹۶ء۔ از لشکر۔

تمھارے دو خط ایک گوکھپور سے دوسرا آلہ آباد سے آئے خیریت معلوم ہوئی۔ لوہارو کا خط آیا ہی مرزیا دہ مانگے تھیں اور آئندہ نومبر میں لڑائی کی شادی کر سنے کو کہتے ہیں۔ تمھاری والدہ کو یہ امر نا پسند ہے میری رائے میں بھی بہت زیادہ ہے۔ دیکھئے کیا قرار پاتا ہے تمھاری والدہ کا ارادہ ہے کہ ۱۵۔ جنوری ۱۸۹۶ء تک دہلی جائیں۔ دہلی جا سنے سے اور جگہ بھی لاشر

یہ آخری خط تھا جو والد نے منجھو لکھا۔ اسکے بعد وہ بخارا اور سکتے میں مبتلا ہوئے اور ۱۵۔  
فروری ۱۹۱۷ء کو انھوں نے بے رحمی سے انتقال کیا۔

اونکی وفات کے بعد جو عزت کا خط شمس العلماء مولوی ذکار اللہ صاحب خان بہادر  
نے منجھو لکھا اوسکی نقل ذیل میں کی جاتی ہے۔

عزیز من۔ حادثہ عظیم سے مجھے نہایت رنج و ملال ہوا۔ مولوی صاحب کی وفات میں جتنی مصائب  
جمع تھیں وہ کتر آدمیوں میں ہوتی ہیں۔ عقل۔ علم۔ نیکی۔ سلامت۔ رومی۔ کتب پروری۔  
خدا ترسی۔ وہ اپنے خاندان کے سردار تھے۔ اون کے مرنے کا صدمہ خاندان پر سخت  
خاص کر آپکی والدہ پر بڑی زندگی کی سترت اون کے ساتھ رخصت ہوئی۔ آپ اپنی والدہ  
صاحبہ کی خدمت میں میری طرف سے تسلیم کے بعد عرض کر دیجے گا کہ جو کام میرے لائق ہو  
اوسکو میں اوسطرح سے کرونگا جیسا کہ مولوی صاحب کی زندگی میں کرتا۔ زیادہ دعا۔

۱۷ فروری ۱۹۱۷ء۔ ذکار اللہ

والد کی وفات کے بعد اونکا ایک پٹا خط والدہ کے نام کا لکھا ہوا کاغذات میں نکلا جو ذیل میں  
درج کیا جاتا ہے۔

احتیاطاً تم کو لکھتا ہوں کہ اگر میری موت اسطرح آئے کہ تم سے بات کرنے کی مہلت  
منجھو نہ ملے تو میرے مرنے کے بعد ان باتوں پر عمل کرنا :- تم اپنی زندگی میں کسی سے قرض  
نہ لو اور اپنی جائداد اور نوٹوں کو نہ تو فروخت کرو اور نہ رہن کرو۔ بچوں میں سے جو محتاج پرورش  
ہوں تم پر واجب ہے کہ اونکو اپنے پاس رکھ کر اونکی دستگیری کرو لیکن جو بچہ تمھاری اطاعت  
نہ کرے اوس کی پرورش تمھارے ذمہ نہیں۔ بچوں کی شادیوں میں ایک سو کوڑی قرض نہ لو  
بچوں میں سے جو کوئی نوکر ہو جائے اور نکو ماہانہ دے تم اوس سے لیکر جس طرح چاہو صرف کرو

تھکواپنی زندگی میں لازم ہو کہ لڑکوں کو انگریزی فارسی پڑھوانے میں ملی کوشش کرو۔ اگر تمہارے پاس لڑکے نہ پڑھ سکیں تو ان کے پچاؤن اور بھائیوں کے پاس بھیجو۔ تم اس بات کی غیرت نہ کرنا کہ اپنے بچوں کو اونچے پچاؤن اور بھائیوں کے پاس بھیجنا نامناسب ہے۔ بچکھوادن سے یہ توقع ہو کہ وہ میری طرح سبکی بہرہ دین کوشش کریں گے۔ خصوصاً تمہارے بچوں کی تعلیم میں درج نہ کریں گے اور میرا جو کچھ حق اون پر میری اولاد کی تعلیم دینے میں ادا کریں گے۔

سب سے اہم امر لڑکوں کی تعلیم تمہارے ذمہ ہے۔ دوسرے اگر تم سے ہو سکتے تو روز ملاوت قرآن شریف کر کے میری مغفرت کے لئے دعا کرنا اور بچوں کو بہت مال نہیں چھوڑے جانا اسلئے تم میری خواہش کا نہیں ہوں کہ میری ماقبہ کے لئے مال صرف کرو۔ میں اپنے خداوند کریم سے اس قدر کہتا ہوں کہ میرے گناہ معاف کریں گے اور میرا جہیز مال تمہاری اور بچوں کی پرورش کا اس مال متروکہ سے سب سے زیادہ غالباً میرے خداوند کریم کو پسند آئیگا اور میرے لئے یہ دستگیری باعث ثواب ہوگی۔

آخر میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنی زندگی سب سے کمائی اور عاجزی اور بے زبانی میں میرے بعد صرف ایک لڑکے کو سب و لاواور شہہ دلاؤ تم سے خوش رہیں۔ اپنے اوپر تکلیف گوارا کرنا اور سب کا فائدہ کی بات میں کبھی کوتاہی نہ کرنا۔ کسی سے کچھ توقع نہ کرنا اپنے خدا کی عبادت میں مشغول رہنا۔ اپنے تئیں غلام نہ کرنا۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ اور لی۔ ۴۔ مئی ۱۹۳۷ء۔

فائدہ کتاب پر مصنف کی اپنی لکھی ہوئی فارسی سوانح عمری میں سے چند صفحات منتخب کر کے نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو گا کہ مصنف م نے کیسی طالب علمی کی تھی۔

اون کے زمان طالب علمی میں نہ کوئی یونیورسٹی تھی اور نہ ڈگریاں علمی تھیں۔ پھر بھی خدا نے زبان میں جو اونہوں نے پڑھی تھی ایسی اعلیٰ استعداد اور ایسا لکھ و تحریر بہم پہنچایا تھا کہ اس پر ہزاروں بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں شایع ہیں۔

روز جمعه ۶ - اپریل ششایع مطابق ۸ - رمضان المبارک ۱۲۸۲ هجری آذرمان که لارڈ وولینگتون  
 محو در جنرل در دہلی قیام داشت مرا از گوشه آمد ام منشی بجز نگاہ ہستی آوردند - ندانم ایام شیرخوارگی  
 و نقل چنان گذشت - آغاز انگلی آنت که خود را بکتب دیدم گلستان ششم کشاود و پدر مہربان  
 انگشت بچہ نہادہ - غالباً سال ششم از عمر باشد کہ پدرم دستہ او کلمہ نام در جوار دہلی  
 بکند گرفت و بہ تقریب ملازمت سوی الہ آباد عزم فرمود - دو سال پدر بزرگوار و والدہ آبادی بود  
 کہ در ان ایام جد امجد جامعہ گذاشت - پدرم مراجعت فرمود و چون ما در دہلی وصال و مادر  
 بدہلی بودند پدرم را بدہلی گذاشت و بہ طالب علمی ہدایت یافتہ شد شش ما بختین کہ پدر بزرگوار  
 بہ تقریب روزگار بدہلی تشریف داشتند سرگرم تحصیل علم بودم بعد از ان باقتضای طفلی عمر گرانا  
 را عزیزند شتم - و اکثر اوقات خود اضافہ گذاشتم - نیمہ روزم و طلب علم و صحبت طلباء گذشتہ  
 و غیرہ دیگر بہ بطالت رفتہ - ہم در ان ایام نو عمری - مہربانی شناسوری پسند اتفاق صحبت افتاد و  
 اثر صحبتش مرا ہم شناسوری و ریا برانجینت - ما بہ چند شناسوری و در زیدم و بر بنی نصف دریا  
 جہن قاور گردیدم - یار ان شناسور از سلیم گدہ کہ شمال رویہ قطعہ دہلی ب جہن واقع است آہنگ  
 پل کردم - چون این سافت ترکیب میل بود تا ب شناسوری بخوندیدم و از اثناے سافت رو بہ  
 کنار دریا کردم - ساحل دریا و درعہ ماندہ باشد کہ دست و پا ہم از حرکت باند و بقعر آب در شدم  
 مردمان ساحل فغان برداشتند - فیلباے نزدیک بود قیل بمن آورد و مرا از آب برداشت  
 با این بہ دارگی صحبت نیمہ روز طلبہ اثر داشت کہ از اینان نہ بردیم و تحصیل زبان فارسی پچاس سن بود  
 در اوائل ششایع و در دہلی کالج رسیدم و بزمرفہ طلباے کالج منسلک گردیدم - طاهر حیدر  
 و سکندر نامہ و حساب و اقلیدس خواندگی جامعہ من بود و ہفت طلبہ شریک آنجامتہ بودند  
 یکے از ان میان بغزونی استعداد امتیازے داشت و مولوی امام بخش صباغی تخلص کہ مدرس  
 آن جامعہ بودند بدین وجہ سوے او نظرے داشتند - این نظر شفقت کہ مولوی صاحبہ باو داشتند  
 مرا بخت انجیت و شوق برتری تازیانہ زد - ششبار روز بمطالعہ و یاد گرفتن آموختہ در شدم

بارے مولوی صاحب برمال بن اطلاع دست داد و بهر مورد و سده سراز بهرمان بر آورد و دم و چون  
 بدین غایت رسیدم آننگ کردم که بفریق اعلی آن جماعت شرک کردم اما تعداد طلبه فریق بالا شانزده  
 بود و کمالش گرم که از همه فائق شدن و شواست بهتر باشد که بهیال بفریق خودم سرت برتری  
 دارم و بهنگام امتحان بفریق اعلی در آمیزم - ریاضی مشترک هر دو فریق بود و کتب فارسی فریق  
 اعلی مضامین عالی داشتند - من غیر وقت مدرسه کتب فریق اعلی را میدیدم و منفعت تبیین میکردم  
 که سامان شرکت امتحان آن فریق دست دهد - همچنان خواندگی هر دو فریق یاد گرفت و به شرکت  
 فریق اعلی امتحان و آدم - مجموعه نبر امتحان در فریق اعلی بدرجه سیوی رسید یعنی دو کس از فریق  
 اعلی از من بهتر برآمدند - بعد از آن تحصیل بان عربی پیوستم و در یک سال میزان و منشعب صرفه  
 زبده - دستور البندی و مراحل الارواح و صرف و ماته عامل - شرح ماته عامل - هداية النحو  
 و کافیه و نحو خواندم - در حساب و طبعیات و تاریخ و جغرافیه از همه طلبا جماعت سوم عربی سبقت  
 داشتم و در آخر سال امتحان سالانه پیش آمد و کسر بهیم - رفیق ریاضیم جبر کرد و بزمه اسید واران  
 سر آمد و داشتند - در ۱۳۳۵ هجری از جماعت سوم عربی بجاعت دوم ترقیم کردند - در ۱۳۳۵ هجری  
 مجموعه نبر امتحانم از مجموع نبر سائر طلبه کالج ترقی کرد - چند انکه و سنگیری کریم ساز و ده نواز  
 تانم بر بالای فهرست سائر طلبه کالج ثبت افتاد - در ایام طالب علمی مدرسه اکثر بهرمانم با من  
 حسد نداشتند - و پیوسته به خواهی میکردند - و بعضی از مدرسین هم با تقصای طینت تعریفی  
 میخواستند که در ترقیات این یکس بنده گزیند - خداے تواناے من سربلین نوازی داشت  
 همه تدابیر شان برهم میخورد - و چون توفیق کاوسی و زهنون بود و مرا در سر افتاد که به به خواهی  
 خدا چشم پوش گزرم - هر چند که کوناه بینی آن گروه رنج داد و سپاس عطا یای ایزدی گزاردم  
 و جز آن که از شر ایشان امین باشم نظر بر حرکات آنها نداشتی -

معلم ریاضی ماستر احمد چند که جزوی از دهر بیناد و ران حالت مرا یاور بود که بخوبی مرا بنیان  
 ریاضی و یدیه و شفقت می افروزد - و بهت تعلیم و اصلاح عادات من گماشته و کلمات خیر



و حق من گفتم و سحر من پایش نپیل افزودے این همه صرف خفایت بخش به پاکی طینتش بود که مرا بی یار و  
 یار و دیده نگساری فرمودے - پاک نژاد - نیکو نهاد - خیر خواہ انام - ہی طلب عام - تا ایندم که چیل  
 رسیدہ ام و شہر را گردیدہ ام - چون او بہ نظر منیاد متنتش بر جان من بہت کہ سخنان نصیحت گفتہ  
 و حکمت آموختہ و بہ از الہ عادات بدم پر داختہ و تکمیل طواریکم در ساختہ -

در ان ہنگام یارے پاک طینت سیتہ علی اکبر نام و شتم - روز ہا صحبت ملکہ گر لشب آوردے  
 و شبہا بہستان سرائی این آن بسر بردے - بہ سخن ما با صلاح ما - و ہمہ ذکر ما بہ بیہودا - سخن بر  
 زبان ما نیامدے کہ سودا مانداشتے و ذکرے در میان نرنختے کہ نتیجہ بیہودا نگفتے - او عادت  
 بدم را سزانش کن وین تسلیم نکرد - ازین بقول فعلی پسندش نختہ چیدم او بہ پاکی طینت شہسار من  
 از طریق زندگانی سوا لش کردے و او بہ مدارا و شادمان زسیتن رہ نمودے - من از تعبیر بیہودا مسائل  
 و او اختیار او لوالغری مجیب - روز ہا کہ بمشاہدہ افعال اقوال انبای حسن الگئی حاصل میکردیم شہا بحسن و نتج  
 ان گفتہ داشتیم تا بچو پسندیدست بگوینیم و خدا صفا و دع ماکدر را کار بندیم -

تا بہ کالج دہلی بودیم - دین ہنڈ زندگانی کردیم - و در ششہ مولوی علی اکبر را ڈاکٹر اسپرگز نپیل کالج  
 باخو گرفت و سختین بیہرہ شملہ برد و باز دو سال در لکنؤ بود کہ کتب قدیم عربیہ را فرست ترتیب میداد  
 پس انان بہ غار ش خود بچمدہ مدرسی اول گرہ کالج بمشاہرہ صدر و سپہ رسانید -

در این مدت کہ مولوی علی اکبر سالہا از من جدا بود - بہ مکاتبت و مراسلت دل خوش داشتیم  
 تا ہما کہ از سفر بمن فرستادے ہمہ ملو از تجارب سفر و کیفیت شہر و دیار و طریق زندگی اناسے روزگار  
 بودے و با آنکہ در فرستادن نامہا بعض اوقات مدت شش ماہ طول کشیدے مرا گاہی بدل ملکہ  
 کہ شکایت ویر سنی مکنم - در ہر مکان زمان کہ بود و تورے و مجتہش ندیدم و ہچنان یار و یاور ش  
 یا قتم - آہ از جوان مرگی او کہ در غم بہت آوندہ ساگی مبارضہ نواسیہ جاہر گذاشت - و بے آنکہ از عمر و  
 زندگانی ہر خود ہچان جاودانی شتافت - چون بہ بلوغ رسیدم دوسر سال درین سگالش بودم  
 کہ بہ تجرد و بسر برم یا بہ تامل - آزادی تعلق بہ تجرد رہ نمودے نہادی بہ دلہم جوش میزد کہ در تجرد

سبکسار با شتم - نے غم زدوں نے غم کالا - فکر خود دایم و بس - ہر کجا خواہم بسر برم - و بہر کد دل خوش کنم  
 در خورم - نہ بندے کہ پایِ فتنہ بندو نہ کشتے کہ مرا بخود کشد - اما پریشانی تجر و نیز پیش نظر و شتم سب  
 و راز زندگی بہ تجر و بسر بردن و شواہد خودے - درین بازار دنیا تمانا نہ بستن و با اہل بازار کار زندگتن و با  
 بودن دنیا ختن امرے دور از کار می نمود - روز ہا درین تصور بہ شب آوردے - بالاخر این خیالات  
 مرا بہ تامل کشیدند - و در شش ماہ عقدہ خاتم بستند ..... در شش ماہ انقلاب عظیم در آمدن  
 رو و ادبانی بانوی خانہ من با سہ گد اشت چار بجہ خرد سال و شتم کہ یکے ازان سرورہ و کنار مادر  
 ہم ندیدہ بیکلی تیمان خرد سال و بربادی خانہ مانتے سرگ بود - شے در این ماتم بیتے چند موزون  
 کردہ ام درین سفید می نگارم و از دور و درون خود خبر میدہم -

ای نایہ ناز من کجائی وی رخنہ ساز من کجائی پیشِ نظم چہ لائی ریشِ جگر چہ پرا زائی  
 اسے مونس جانِ میرا تسکینِ دل پر احضار ام حیف است کہ کسیرم پری ستم است کہ انجین میری  
 رفتی کہ دگر بن نیائی چون بیت کم درین جانی رفتی و مرا بنم سپیدی در خاک بخود چہ انبودی  
 بنگر کہ سعید خرد سال بے مادرش من بآل سہ روزہ گذشتی عید کان شیر و کنار ہم ندید  
 باز آؤ بین سعید خودا بادایہ مدہ عمید خودا

بیکر کار و بار بودم بے رنج ز روزگار بودم باز کرم کم فروختیت کوہِ رنجم بسر فروختیت  
 بے تو نبود دست بودم از نظمِ برختیت تار بودم اسے باو نسیم فرحت من وی آبِ غبارِ حشمت من  
 باز آؤ من نشینِ نبشانی این شورشِ خاطرِ پشانی در رنج تو جسمِ ناتوانم بگداخت و بماند صرفِ جانم  
 حسرتِ روزِ آتم گرفتہ دشتِ سرِ خاکست

ماست ہجومِ غم از دنیا و مافیہا بے خبرم داشت چون آن شورشِ رومی نہاد دشتِ افرو و خودا  
 تنہا یا شتم - نہ مونس نہ رفیق نہ ہمدے کہ باوہ دے نشینم و از دورِ دل گویم باز من  
 و تنہا بجلدِ احزانِ شستن و شبہای دراز بہ تخیلاتِ داغِ بختن - گاہ غمِ جانِ گردی

عنانِ کوسن و چشم برداشته و گاه آهنگِ خدا پرستی به ترکِ تعلق و اختیارِ نذرِ بر گماشته -  
 یکی بقیان دست از ترکِ تعلق گرفته و تحملِ شدائدِ سفر و شوا را نمود که از مدتِ تم آسایش  
 و دیده و تواریحِ جانیم راحت پسند گردیده بودند گاه خود را از بارِ گرانِ تعلق سبک دیده و شادیِ شدم  
 و دل به تجرد می بستم - اما شغل به نظر نمی آمد که در حالتِ تجردِ مبرست زندگی کنم - چه از ابتدا  
 تمیز شغل و چیز اوقاتِ زندگی را می خواهم - اگر نرفته بود - اول شوقِ حصولِ جاه و مال دوم معاشرت  
 با اهل و عیال - شوقِ حصولِ جاه و کیم از دلم بدرجسته و لطفِ معاشرت خود منعوق گشته - حیران  
 بودم که چگونه باید می رست - بارے مدتِ یک سال مقرر کردم که در آن جن و شمعِ طریقِ زندگی  
 غور کنم و آنچه به نماید اختیار کنم - همچنان کردم و یک سال به تجردِ زندگی کردم - دیدم که آسایشِ دنیا  
 منوطِ تاهل است جز اهل خانه همه سالان عیش و اشتغالِ مایه یک دلم خرسندی نگرفت -  
 بسببِ خانه که در حالتِ تاهلِ مسترت و اوس در نظرم بقدر تر از خاک می نمود - و تعلق  
 فرزند گان و یگانگان آنقدر رُست افتاده که گوی منقطع شد - هانا شجرِ تعلق از بیخ برافتاد  
 شاخه های آن شجر همه پژمرده - چاره سازے و غمخوارے نداشتم که یار و یاورم باشد  
 بهجومِ یاس دل می شکست - نجات به سر آسیمی بسر بردم که بزرگے بر سر وقت من رسید و پا  
 کارم فرمود -

در سنه ۱۲۸۵ ریڈ صاحب بہادر ڈاکٹر کمر پبلک انسٹرکشن بمبئی ترجمہ کتاب تخریرات ہند  
 شد و مرا بہ تصحیح آن ترجمہ و درستی زبان اُردو برگماشت بدین تقریب بحضور نواب لغٹ  
 گورنر بہادر گذرانفاد - دو ماہ آن ترجمہ را پیش نواب مدوح مستر جارج فریڈرک ایڈمنٹن  
 پیش داشتیم دی خواندیم چون ترجمہ تمام شد ماسہ کس اکہ شریکِ تصحیح و درستی ترجمہ بودیم  
 ساعتِ طلانی قیمتی چار چار صدمہ و پیدہ داد و وعدہ رتی فرمود - ازان بیان برسن ہیچ سیر  
 نظرے داشت بعد چند ماہ عہدہ اکسٹرا اسٹنٹ کسٹری کر است کرد - ولت پور

سلہ مولوی نذیر احمد صاحب - و مولوی عظمت اللہ صاحب - و مصنف -

قسمت جحانی مامور شد۔ م۔ چون از کار و بار عدالت اجنبی بودم و یکایک بدین عمدہ مامور شد  
 بہر ان تجربہ کار جد بر و ند و بجائے خودی گفتند کہ طالب علم را این کار سنگ دادن نامہمی  
 گوزنٹ است بالکل ہمہ تن بکار خود مصروف شدیم و بمطالعہ کتب قوانین پرداختیم و چون از مد  
 ایز و تحصیل داری داشتیم مناسبی بقوانین مال بہر سیدہ بود۔ دریک سال قوانین فوجداری و مال  
 چند اکہ ضروری باشد یاد گرفتیم و بر آستان سالانہ با دیگران مراہم طلب داشتند۔ دست گیر  
 ایز و کار ساز را استایم کہ جواب سوالات مرا برتری داد و بہ سختی دہلہ استخوان درجہ اعلا  
 منظور شد و بہر نام عزت افزو و عنایت ایزوی بحالین یکس متوجہ شدہ اطہار قدرت  
 میفرمود۔ بعد استخوان اختیار کامل محبثی بمن دادند و کار فوجداری تمامی ضلع سپردن  
 شد۔ بتوفیق کار ساز بحسن آغاز انجام یافت۔

والد مرحوم شکر گویا میں اُس قبرستان میں مدفون ہیں جو کٹوریا کالج سے جانب جنوب و مغرب واقع ہے اور اُنکی بی بی تربت پر یہ وصیت حسب  
 وصیت کندہ ہیں۔

من بندہ کریم و محمد شفیع من ۛ زانی کردہ اندام محمد کریم بخش ۛ غفاری دہیم کریم است نام تو ۛ جرم مر اطفیل محمد کریم بخش ۛ  
 اب اس سفینہ کو ختم کرتا ہوں اور مصنف مرحوم کی حضرت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

بریں مدہ بختا نیثے اسے خدا ۛ کو شیدہ قدایت در سود ما ۛ سروشے بلجوی آفرست ۛ رانش بجاویدہ نیز فرست ۛ

## فہرست اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۹	برائے	برائے	۵۳	۱	دیتی	دیکھی
۴	۹۷	تمہارے	تمہاری	۵۷	۱۶	واقفیت	واقفیت
۱۵	۵	جسمانی صحت	جسمانی جو صحت	۶۰	۲۱	دس دن	میدنہ دس دن
۱۷	۱	نروری	ضروری	"	"	ولایت	ولایت نزا
"	۱۸	محنت کا ضرر	محنت سے ضرر	۶۳	۵	توفیق	توفیق
۱۸	۱۰	کام میں آئے	کام آئے	"	۱۸	محمد خاں	محمد حسن خاں
۱۹	۱۶	کو ترقی	میں ترقی	۶۵	۱۱	حوالات ہیں	حوالات میں
۲۰	۲۱	سیڈی	سیڑھی	"	۱۲	اندیشوں	اندیشوں
۲۶	۱۰	اور	اور اور	۶۷	۱۶	اوکی	اوکی
"	۱۱	دی	وے	۷۱	۱۰	مہربانی	مہربانے
۲۹	۴	محسن کی	محسن سے	"	۱۳	کردم	کردند
۳۷	۲	دکھائی	دکھائی	۷۳	۷	عاوت	عادات
۴۱	۳	ویلیٹٹن	ویلیٹٹن تھا	"	۱۰	سیکر دیم	سیکر دیم
۴۵	۵	آئے ہیں	آئے ہیں	۷۴	۱۶	تار دودم	تار دودم

## اشتہار

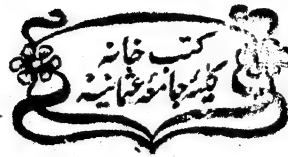
یہ کتاب فیخیر صاحب دیوٹی بک ڈپو مدرستہ العلوم علی گڑھ

یا

محمد فضل الدین و محمد غفر الدین - نیا بازار - بارہ حکیم اکبر علی - لشکر گوالیار -  
 سے مل سکتی ہے۔ دس روپیہ یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو معقول کمیشن یا جابجائیکا  
 جسکی مقدار گوالیار کے پتہ مندرجہ بالا پر خط و کتابت کرنے سے دریافت ہو سکتی ہے۔

# FATHER'S ADVICE

TO HIS SON



EDITED BY

**MAHMED, M.A., LL.M., Cawdar**

**Barrister-at-Law.**

**Assistant Settlement Officer. ALIGARH.**

**1903**

**Tijarati Press Aligarh**

**All rights reserved.**

**First Edition      1000 Copies      Price, 3 an**









